عمران سیریز ۵

حصہ اوّل



مصنّف :- اسد کلیم

ملنے کا پتہ   قیمت ۱۲ روپے

فیاض بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد

اس ناول کے تمام نام، مقام
کردار و واقعات فرضی ہیں
کسی قسم کی مطابقت اتفاقیہ
ہو گی، مصنف، پبلشر اس
کے لیے بری الذمّہ ہوں گے

قیمت :- 2/- روپے

خطاطی :- محمد رفیق قادری

بات چیت

معزّز قارئین!

سلام مسنون :-

نیا ناول "کمپیوٹر پلان" حاضر ہے۔ ناول دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کا دوسرا حصہ "بگ باس" ہے۔ جو آپ اس کے ساتھ ہی پڑھ سکیں گے۔

گذشتہ ناولوں کی پسندیدگی نے میرا حوصلہ کئی گنا بڑھا دیا ہے مجھے اپنی تحریر کو نئی جلا بخشنے کا موقع ملا ہے۔ اس لیے عنقریب آپ کی خدمت میں ایک عظیم الشان خاص نمبر پیش کروں گا۔ یہ خاص نمبر ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے۔

میرا ذاتی خیال ہے کہ لوگ زیادہ تر ناول تفریح کیلئے پڑھتے ہیں۔ ناول کسی انداز کا ہو۔ کسی موضوع پر ہو، اصل چیز ناول پڑھ کر تسکین حاصل کرنا ہے عمران کا کردار آجکل مختلف مصنفین ایک ہی رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ قارئین ایک ہی قسم کے کردار سے اکتانے لگتے ہیں اگر وہی کردار ذرا مختلف رنگ میں پیش کر دیا جائے تو لوگوں کی اکتاہٹ دور ہو جاتی ہے اسلیے میں نے سوچا ہے کہ آئندہ دو تین ناول سائنس فکشن پر ہوں، پراسرار تیلیے ہوں عنقریب عمران کو انوکھے کرداروں میں دیکھیں گے۔ میں نے ابھی سے منفرد پلاٹ سوچنا کر دیئے ہیں۔ سوچنے کے دوران ذہن بُری طرح تھک جاتا ہے لیکن جب کوئی منفرد پلاٹ تشکیل پاتا ہے تو ساری ذہنی تھکن غائب ہو جاتی ہے ہوڑ ہو تو ناول لکھنے کا مزہ بھی دوبالا ہو جاتا ہے

قارئین! ناول پڑھیے، رائے دینا نہ بھولیے گا۔

خدا حافظ

آئندہ کے لیے اجازت،

آپ سب کا اسد کلیم

وہ عمارت اندھیرے میں لپٹی بہت پُراسرار دکھائی دے رہی تھی، پھر اچانک ہی عمارت میں جگہ جگہ روشنی ہونے لگی، اور ساتھ ہی سائرن کی تیز چیخوں سے سویا ماحول جاگ اٹھا، سائرن کی بھیانک آواز لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی چلی گئی، اور پھر یکدم عمارت روشنی کے زیر اثر آگئی۔ طویل و عریض عمارت دور تک پھیلی چلی گئی تھی۔ عمارت کے ارد گرد کا ایک میل کا علاقہ بھی روشنی کی زد میں آگیا تھا، پھر بھاگتے قدموں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ ایسے میں ایک گونج دار آواز تیزی سے ابھری، "عقبی سمت دیکھو، وہ اس طرف سے بھی فرار ہو سکتے ہیں۔" یہ آواز ختم ہوتے ہی بہت سے آدمی عقبی سمت میں دوڑتے چلے گئے۔ حکم دینے والا اپنے دس مسلح ساتھیوں کے ہمراہ عمارت سے دور درختوں کی طرف بڑھنے لگا، عین اسی لمحے دو آدمی عمارت کی چھت پر تیزی سے دوڑے جا رہے تھے، انہوں نے پینٹ اور شرٹ پہن رکھی تھی، ایک کے ہاتھ میں ڈبہ نما چیز تھی، جب کہ دوسرے نے ایک ہاتھ میں اسٹین گن اور دوسرے میں ریوالور تھام رکھا تھا، دونوں انتہائی تیز رفتاری سے عمارت کے عقبی طرف دوڑے چلے جا رہے تھے جلد ہی وہ چھت کے کنارے پہنچ گئے۔ "مورال نیچے کیسے اتریں گے"؟ اسٹین گن بردار نے ہانپتے ہوئے دوسرے سے پوچھا۔

"میں نے رسی لٹکا رکھی تھی۔ فکر مت کرو۔ رسی کے ذریعے نیچے اتریں گے"

دوسرے نے کہا اور پھر دونوں نے جلد ہی وہ رسی تلاش کر لی، رسی کا ایک سرا منڈیر میں بنے سوراخ میں بندھا ہوا تھا جب کہ دوسرا چھت کے نیچے زمین تک چلا گیا تھا۔ سب سے پہلے مورال نامی آدمی رسی کے ذریعے پھرتی سے نیچے اترتا چلا گیا، پھر دوسرے نے اپنے ہتھیار نیچے پھینکے، اور پھر رسی کے ذریعے گھسٹتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا۔ زمین پر پہنچتے ہی اس نے اپنے ہتھیار اٹھائے اور پھر دونوں تیزی سے روشنی کی حدود پار کرنے لگے۔ اسی لمحے فائرنگ کی بے تحاشا آوازیں سنائی دیں۔ وہ دونوں زمین پر گرتے چلے گئے، جونہی فائرنگ رکی، دونوں نے پھر اٹھ کر دوڑنا شروع کر دیا، پیچھے سے دوبارہ فائرنگ ہوئی۔ لیکن اس بار وہ تیزی سے اپنا رُخ بدل گئے اور دوبارہ اسی طرف بھاگنے لگے چند منٹ بعد ہی وہ روشنی سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب درختوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو رہا تھا۔ جو مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، درختوں کے درمیان سے وہ بدستور سامنے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ جب وہ کافی دور نکل آئے تو دونوں رُک گئے اور ہانپتے ہوئے سانس درست کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ "کار کس طرف ہے؟" اسٹین گن بردار نے اپنے ساتھی مورال سے پوچھا "یہاں سے نزدیک ہی سڑک پر جھاڑیوں میں کھڑی ہے، میرا خیال ہے ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ آؤ میرے ساتھ" اتنا کہتے ہی مورال تیزی سے آگے بڑھ گیا اسٹین گن بردار نے اس کی تقلید کی۔ جلد ہی دونوں سڑک پر پہنچ گئے، مورال نے سڑک کے ایک طرف سے چند جھاڑیاں ہٹائیں اور کار کو ٹرن دے کر سڑک پر لے آیا، اس کے ساتھی نے جھٹکے سے دروازہ کھولا اور سیٹ پر

جا بیٹھا، اس کے بیٹھتے ہی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ مورال لمحہ بہ لمحہ ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھاتا جا رہا تھا۔ "اب کیا پروگرام ترتیب دیا ہے"؟ مورال کے ساتھی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "سب سے پہلے کسی جہاز پر قبضہ کرنا پڑے گا، اس ملک میں اب ایک لمحے کی تاخیر بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے اس لیے ہم سیدھے ایئرپورٹ پر جا رہے ہیں"۔ مورال نے پروگرام کے متعلق بتاتے ہوئے کہا اور ساتھی نے سر ہلا دیا۔ "کمپیوٹر ہم سے محفوظ رہ سکے گا؟" "کیوں نہیں۔ میری پوری تنظیم پاکیشیا میں میری آمد کی منتظر ہے"۔ مورال نے جواب دیا۔ چند لمحوں تک انجن کی گھر گھر ہوتی رہی، پھر مورال نے پوچھا۔ "اینکر! تمہیں ایک کام کرنا ہوگا۔ کر لو گے؟" "باس! تم کہو تو سہی"۔ اینکر نے پرجوش لہجے میں کہا "تمہارے پاس کتنے بم ہیں"؟ "تین! باس"۔ اینکر نے جواب دیا۔ "او کے اب سنو۔۔۔۔" اتنا کہہ کر مورال اسے سمجھانے لگا۔ "سمجھ گئے" آخر میں اس نے کہا۔ "یس باس"۔ اینکر نے گردن ہلا کر کہا کار کی ہیڈلیمپس ویران سڑک کو دور تک روشن کیے ہوئے تھیں۔ کار کے دونوں طرف کھیت تھے۔ کار گولی کی طرح سیدھی سڑک پر بھاگی چلی جا رہی تھی۔ جلد ہی کار ایئرپورٹ پر پہنچ کر رک رہی تھی، انہوں نے کار کو لاک کیا، اور پُراعتماد طریقے سے چلتے ایئرپورٹ کی عمارت میں داخل ہو گئے، جلد ہی وہ لاؤنج عبور کر کے کمپاؤنڈ میں پہنچ گئے۔ مورال نے اپنی ریڈیم ڈائیل گھڑی میں وقت دیکھا۔ پانچ بج رہے تھے، عنقریب صبح ہونے والی تھی، اینکر نے پستول اپنی جیب میں رکھا اور اسٹین گن بھی شرٹ میں ڈال کر بٹن بند کر لیے، اسی لمحے انہیں قدموں

کی چاپ سنائی دی انہوں نے بیک وقت سر اٹھا کر دیکھا، گارڈ دائیں طرف سے چلے آ رہے تھے، وہ پھرتی سے ایک اندھیرے گوشے میں ہو گئے۔ گارڈز کی ٹولی ایک طرف بڑھ کر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اب وہ پھرتی سے رن وے پر کھڑے جہازوں کی طرف دوڑتے چلے گئے، ان کی رفتار انتہائی حد تک تیز تھی، رن وے پر کھڑے جہاز ہلکی ہلکی سرچ لائٹوں کی روشنی میں پُراسرار معلوم ہو رہے تھے۔ اچانک پیچھے سے بھاگتے قدموں کی آوازیں ابھریں، ساتھ ہی زوردار آواز آئی، "ہالٹ! رک جاؤ ورنہ گولی مار دی جائے گی"۔ لیکن وہ رُکے نہیں اینکر نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور بھاگتے بھاگتے اچانک پیچھے آنے والوں پر بم کھینچ مارا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور کئی انسانی چیخیں فضا کو مجروح کرتی چلی گئیں۔ پیچھے آنیوالوں کے پرخچے اُڑ گئے تھے۔ دونوں تیزی سے فاصلہ بڑھاتے چلے گئے۔ ایئرپورٹ کے سائرن پوری قوت سے چیخنے لگے تھے، جلد ہی وہ ایک چھوٹے سے جنگی جہاز کے قریب پہنچ گئے۔ دروازہ کھلا تھا، چنانچہ دونوں پھرتی سے کاک پٹ میں داخل ہو گئے۔ کنٹرول کرنے کی تمام چیزیں جہاز میں موجود تھیں۔ دونوں نے پھرتی سے بیلٹیں کس لیں اور جہاز سٹارٹ کر دیا، سناٹے میں اچانک انجن کی بھیانک گڑگڑاہٹ گونجی، اور جہاز تیزی سے رن وے پر دوڑتا چلا گیا، دور سے بہت سی جیپیں اس طرف بڑھتی چلی آ رہی تھیں۔ مورال کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔ جہاز کی رفتار جب کافی تیز ہو گئی تو مورال نے جہاز اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ جلد ہی جہاز مناسب و مطلوبہ بلندی پر پہنچ گیا اور پھر

انتہائی تیز رفتاری سے وسعتوں میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ "یہاں سے ہم کدھر جائیں گے" ۔ اینکر نے چیخ کر کہا ۔ طیارے کی گڑگڑاہٹ بہت تیز تھی ۔ اس لیے چیخ کر بات کرنا پڑتی تھی ۔ "پاکیشیا ۔ ۔ ۔ ۔ " موراں نے مختصر سا جواب دیا ۔ اوہ! کیا تم پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے متعلق اچھی طرح جانتے ہو؟ اینکر نے سوالیہ انداز میں پوچھا "ہاں" ۔ ایکسٹو کا علم مجھے اچھی طرح ہے ۔ لیکن دیگر ساتھیوں کے بارے میں لاعلم ہوں ۔" تو پھر کیا ہمارا وہاں جانا بہتر ہو سکتا ہے ۔" "تم قطعاً فکر نہ کرو ۔ میں اپنی تنظیم کو اس طرح ہینڈل کروں گا ۔ کہ ہمارا مشن آسانی سے مکمل ہو جائے گا ۔" "باس! کیا تم بتاؤ گے کہ پاکیشیا میں ہمارا کون سا مشن ہے ۔ جب کہ سینز ستان میں ہم کمپیوٹر حاصل کر چکے ہیں ۔" اینکر نے پوچھا ۔

" یہ تمہیں وہیں چل کر بتاؤں گا کہ ہمارا پاکیشیا میں کیا مشن ہے ۔" موراں نے جواب دیا "باس! کیا ہمارا پیچھا نہیں ہو رہا ۔" "ہو رہا ہے ۔ لیکن میں انہیں ڈاج دے گیا ہوں ۔" "اوہ! وہ کس طرح باس!" اینکر نے شدید حیرانی سے پوچھا ۔ "ہم جس طرف اُڑے تھے ایئرپورٹ والوں نے سمجھا کہ ہم اُسی طرف گئے ہونگے جدھر ہمارا جہاز گیا ہے لیکن میں انتہائی آہستہ سے چکر کاٹ کر واپس مڑ گیا تھا اور اب ہم اس ایئرپورٹ کو کراس کر کے بہت آگے آ چکے ہیں ۔" موراں نے جواب دیا ۔ "اوہ! ونڈرفل باس ۔ ۔ ۔ ۔ ونڈرفل ۔" اینکر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر جہاز میں خاموشی چھا گئی ۔ چند لمحوں بعد اینکر نے اچانک کہا "باس! پیچھے دو پیراشوٹ موجود ہیں ۔" "چلو اچھا ہوا کام آ سکتے ہیں ۔" موراں نے جواب دیا اور جہاز میں پھر خاموشی چھا گئی ۔ ڈیڑھ گھنٹے بعد موراں نے کہا ۔ "ہم

پاکیشیا کی حدود میں داخل ہونیوالے ہیں ۔ تیار رہنا ۔ ہم کسی بھی وقت لینڈنگ کر سکتے ہیں ۔" اینکر نے گردن ہلاتے ہوئے کہا ۔ "پاکیشیائی فضائی سروس ہمیں چیک نہ کرے گی ۔" "ضرور کریگی ۔ لیکن اس وقت تک ہم اتر چکے ہونگے ۔ اور ویسے بھی ہم اس طرف سے داخل ہونگے جہاں رینجرز کم تعداد میں ہیں ۔ بس اب خاموش ہم پہنچنے والے ہیں ۔" موراں نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا ۔ صبح ہو گئی تھی سامنے پہاڑی سلسلہ دکھائی دے رہا تھا ۔ جہاز پہاڑی سلسلے کے اوپر اڑنے لگا عین اس لمحے دو پاکیشیائی جہاز انتہائی تیز رفتاری سے ان کی طرف بڑھتے چلے آئے ۔ "اینکر! جلدی سے پیراشوٹ باندھ لو ۔ اور میرے بھی باندھو ۔ ہم چھلانگ لگائیں گے ۔" موراں نے تیزی سے کہا اینکر تیزی سے پیراشوٹ کی رسیاں جسم کے گرد باندھنے لگا ۔ پھر اس نے موراں کے جسم پر بھی دوسرا پیراشوٹ باندھ دیا ۔ پاکیشیائی جہاز انتہائی حد تک قریب آ چکے تھے ۔ پھر وائرلیس سسٹم پر اشارہ موصول ہونے لگا ۔ موراں نے رلیسور کا بٹن آن کیا اور ساتھ ہی آوازیں ابھریں "ہیلو! ہیلو! یو اٹینڈنگ کال ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" "یس آئی ایم اٹینڈنگ یور کال ۔" "تم لوگ کون ہو؟ اور غیر قانونی طور پر پاکیشیائی حدود میں داخل ہوئے ہو ۔ آمد کی وضاحت کرو جلدی ۔ ۔ ۔ ۔" دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا جا رہا تھا "ہم بھول کر اس طرف آ نکلے ہیں ۔ آپ انتظار کریں ہم مناسب جگہ اتر رہے ہیں" موراں نے جواب دیا اس اثنا میں پاکیشیائی جہاز بہت آگے آ چکے تھے ۔ موراں نے انتہائی تیز رفتاری سے جہاز کا رخ نیچے کیا ۔ اسی لمحے پاکیشیائی جہاز پھرتی سے اس پر جھپٹے اور فائرنگ کر دی ۔ گولیاں جہاز کی باڈی سے ٹکرائیں

اور جہاز نے آگ پکڑ لی مورال نے تیزی سے تھروٹل چھوڑ دیا۔

پھر وہ دونوں دروازے کے پاس پہنچے، جہاز کسی بھی لمحے زمین سے ٹکرانے والا تھا۔ انہوں نے جھٹکے سے دروازہ کھولا اور پھر فضا میں چھلانگیں لگا دیں ان کے جسم انتہائی تیزی سے زمین کی طرف گرتے چلے گئے لیکن جلد ہی پیراشوٹ میں ہوا بھر گئی۔ اور وہ آہستہ آہستہ زمین کی طرف بڑھنے لگے، اسی لمحے جہاز ایک دھماکے سے زمین سے ٹکرایا اور پھٹ گیا۔ پاکیشیائی جہاز واپس جا چکے تھے۔ شاید یہ دونوں نظروں میں نہیں آسکے تھے۔ وہ لمحہ بہ لمحہ زمین سے قریب تر آتے جا رہے تھے۔ نیچے ایک چھوٹا سا چٹیل میدان تھا جبکہ ارد گرد پہاڑیاں اور ٹیلے تھے، جلد ہی ان کے قدم زمین سے ٹکرائے اور وہ پھرتی سے ایک طرف دوڑ گئے، پیراشوٹ کا کپڑا زمین پر آ رہا۔ دونوں نے تیزی سے رسیاں جسم کے گرد سے نکالیں اور پیراشوٹوں کو فولڈ کرنے لگے۔ فولڈ کر کے انہوں نے قریبی گھنی جھاڑیوں میں دونوں پیراشوٹس چھپا دیے۔ "اب۔۔۔" اینگر نے سوالیہ انداز میں مورال سے پوچھا۔ "ظاہر ہے یہاں سے سیدھے ہیڈ کوارٹر جائیں گے" مورال نے جواب دیا۔ "زیادہ دور تو نہیں" "ہے تو دور، ٹیکسی کر لیں گے، آؤ میرے ساتھ" مورال نے کہا، اینگر سر ہلانے لگا، پھر جونہی وہ جانے کے لیے مڑے، ایک آواز نے ان کو اچھلنے پر مجبور کر دیا۔ "اسلام علیکم یا حضراتِ مستحقین"

عمران کی ٹو سیٹر انتہائی تیز رفتاری سے پہاڑیوں میں بل کھاتی سڑک پر دوڑی جا رہی تھی۔ اس کے ساتھ جوزف بیٹھا ہوا تھا، عمران نے کار کی رفتار نسبتاً آہستہ کر دی، صبح ہونے والی تھی، اونچے اونچے پہاڑ کسی دیو کے مہیب سائے معلوم ہوتے تھے "کالے" عمران نے ونڈ اسکرین پر نظر جمائے رکھتے ہوئے کہا "یس باس" جوزف نے یکدم اٹھ کر سلوٹ مارنے کی کوشش کی، لیکن دھڑم سے کار کی چھت سے ٹکرایا اور وہ بے اختیار سر پکڑے سیٹ پر جا پڑا، شراب کی بوتل میں سے ساری شراب نیچے بہہ گئی تھی "ہرن کا شکار کر لو جلدی سے" عمران نے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہرن کا۔۔۔" جوزف نے سر سہلاتے ہوئے حیرانگی سے کہا "ہاں ہرن کا" "لیکن باس! یہاں ہرن کہاں۔۔۔۔" جوزف نے کھڑکی سے پار دیکھتے ہوئے کہا "نہیں ہے بن گیا ہے سرکنڈوں کی حیثیت ردی۔۔۔۔" عمران نے کہا اور جوزف خوفزدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ باس پلیز ڈراؤ مت، ہرن ابھی تک سمجھ نہیں پایا" "جب سمجھ گے تو اچھل اچھل کر پڑو گے۔" "نو باس۔۔۔۔" جوزف نے سر کو ہلا کر بچوں کی طرح کہا۔ پھر مزید بولا "ہاں باس! وہ ہرن کا کیا معاملہ ہے" "شراب کی وجہ سے تم آؤٹ آف مائنڈ ہو گئے تھے" میں نے پکارا تو سلوٹ جھاڑنے کی کوشش کی، پھر بتاؤ، تمہارے نشے کو کیا ہوا" "میرا نشہ ہرن ہو گیا۔"

اوہ واہ واہ باس۔ ۔ ۔ واہ۔ ۔ ۔" تو اب اس کا شکار کر لو" عمران نے سنجیدگی سے مشورہ دیتے ہوئے کہا "لیکن باس! یہ تو محاوراتی ہرن ہے، کیا میں اس کا شکار کر سکتا ہوں" "کیوں نہیں برخوردار! تم اس کا محاوراتی شکار کر لو" "محاوراتی شکار! باس میں سمجھا نہیں" جوزف نے اُلجھتے ہوئے کہا۔

" ادے کالیے! تیری عقل سرکنڈوں کی روح نے کھا لی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ہیں" عمران نے جوزف کی طرف آنکھیں نکالتے ہوئے کہا "باس! پلیز۔ ۔ ۔" جوزف نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا "توبہ لو۔ ۔ ۔" عمران نے شراب کی تازہ بوتل جوزف کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ جوزف نے پھرتی سے بوتل جھپٹ لی، اور کارک اتار کر غڑاپ غڑاپ پینے لگا۔ اس نے ایک ہی سانس میں ساری بوتل خالی کر دی، اور خالی بوتل ڈیش بورڈ میں رکھ دی، "تم نے ہرن کا محاوراتی شکار کر لیا ہے۔ اور اب تم محاوراتی شکاری ہو" عمران نے کہا۔ اور جوزف اچانک تیز لہجے میں بولا "باس! میں اب سمجھا محاوراتی چیزیں یعنی۔ ۔ ۔ ۔" اتنا کہہ کر اس نے اردو بولنی شروع کر دی "پہلے ہمارا ناشہ اُڑا، تم نے ہرن کہا۔ پھر ٹم نے ہڑن کہا۔ پھر ٹم نے محاوڑاتی ہڑن کے شکاڑ کے لیے کاہا، ہم نا بٹ سمجھا۔ پھر بوٹل لی، ہم نے پی، ہماڑا ناشہ جو ہڑن ہو گیا اس کا شکاڑ ہوا واہ۔ ۔ ۔ ۔ باس واہ۔ ۔ ۔" جوزف یوں اردو کے الفاظ نکال نکال کر پھینک رہا تھا جیسے کسی نے منہ میں، منہ سے بڑا پان رکھ لیا ہو۔ "ہڑن! واہ واہ۔ ۔ ۔" "ابے کالیے، تو چپ کرے گا یا پھر تمہیں ہڑن بنانا پڑے گا" عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا اور عین اسی لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا، اس وقت عمران کی ٹوسیٹر سیدھی سڑک پر بھاگی چلی جا رہی تھی۔ اد

پہاڑ سڑک سے کافی فاصلے پر تھے۔ عمران نے یک دم بریک لگا دی، جوزف نشے سے جھوم رہا تھا "جوزف! تم یہاں وہ بوٹی تلاش کرو جس کا نام میں نے بتایا تھا، میں ابھی آتا ہوں" جوزف کار سے اتر گیا اور عمران انتہائی تیز رفتاری سے اس طرف چل پڑا جدھر سے دھماکے کی آواز آئی تھی، پھر اچانک ہی عمران کی نظریں ان پیراشوٹوں پر پڑیں جو آہستہ آہستہ ایک چھوٹے پہاڑ کی اوٹ میں اتر رہے تھے۔ عمران نے کار ایک ٹیلے کی اوٹ میں روکی اور پھر لاک کر کے تیزی سے اپنے اور پیراشوٹوں کے درمیان ...ل پہاڑی کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ پھر وہ چھوٹی سی پہاڑی کا چکر کاٹ کر ان جھاڑیوں میں چھپ گیا جو قریب اور گھنی تھیں۔ پیراشوٹ زمین پر اتر چکے تھے۔ اور دونوں آدمی انہیں فولڈ کرنے میں مصروف تھے پھر پیراشوٹ فولڈ کر کے جھاڑیوں چھپا دیے گئے۔ عمران نے دونوں کی گفتگو بھی سن لی اور پھر اچانک اس نے آگے بڑھ کر "السلام علیکم یا حضراتِ متعفنین" کہا تھا۔ دونوں آدمی بُری طرح اچھل پڑے تھے، پھر اچانک ایک نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی طرف تان لیا۔ "کون ہو تم! یہاں تم نے کیا دیکھا اور کیا سنا ہے" یہ اینکر تھا، عمران اطمینان سے منہ چلاتا رہا حالانکہ منہ میں چیونگم ہرگز نہیں تھی "میں کوئی بھی ہوں، تم سے مطلب" عمران نے منہ چلانے کے درمیان کہا "بکواس مت کرو، سچ سچ بتاؤ، تم نے کیا کچھ سنا ہے" اینکر نے ٹرائیگر پر انگلی کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران سمجھ گیا کہ کسی بھی لمحے فائر ہو سکتا ہے۔

چنانچہ اس نے ایک پرانی ترکیب آزمائی، اس نے یک دم ان کے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "آیئے آیئے جناب۔ ۔ ۔ ۔ آیئے" اتنا سنتے ہی دونوں

آدمی پھرتی سے پیچھے مڑے تھے، اور یہی وہ لمحہ تھا جب عمران حرکت میں آیا، وہ اپنی جگہ سے اچھلا اور ایک پاؤں زمین پر ٹیک کر دوسری لات ریوالور بردار کی کمر میں ماری، وہ آدمی کھلونے کی طرح لڑھکتا چلا گیا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نہیں نکلا تھا، عمران نے بجلی کی طرح دوسرے آدمی کو ہاتھوں پر اٹھایا، سر سے بلند کیا اور اسی لمحے اس کی جیب سے کوئی چیز نکل کر زمین پر گری، عمران کی توجہ صرف ایک لمحے کے لیے اس طرف ہوئی اور پھر اچانک اس نے ہاتھوں پر اٹھائے آدمی کو ریوالور بردار پر دے مارا، ریوالور بردار اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ دوسرا آدمی پوری قوت سے اس پر جا پڑا، دونوں کی بھیانک چیخیں بلند ہوئیں۔ اور وہ بے سدھ ہوتے چلے گئے عمران ان کے پاس سے ہو کر اس جگہ آیا جہاں کوئی چیز زمین پہ گر پڑی تھی، عمران نے بے ہوش آدمیوں کے ہتھیار اٹھا لیے تھے۔ اس نے جھک کر زمین پر پڑی چیز اٹھا لی اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ یہ ایک مستطیل کمپیوٹر نما چیز تھی اس کے نیچے چند مخصوص قسم کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ مستطیل کمپیوٹر کے ایک کونے پر اسپیکر نما جالا لگا تھا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ جالی اسپیکر کی تنصیب کو ظاہر کرتا دوسرے کونے سے قدرے ادھر بٹنوں کے اوپر ٹیپ ریکارڈ کا سا نظام فٹ تھا اس نظام کی تھوڑی سے بلندی پر ایک لمبی لائن کھدی ہوئی تھی، اس کھدی یا کٹی لائن کے کونوں پر دو پیچ تھے۔ ان پیچوں کے گرد کیسٹ کی طرح کا فیتہ لپٹا ہوا تھا عمران نے اس کمپیوٹر کو جیب میں رکھ لیا۔ اس اثنا میں اس کی نظریں بظاہر بے آدمیوں کی طرف بھی رہی تھیں۔ عمران دونوں آدمیوں کو یہاں چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ان کی گفتگو سے اندازہ کر چکا تھا کہ معاملہ خاصا سیریس ہے، چنانچہ

اس نے قریبی جھاڑیوں کی لچکدار اور لمبی شاخیں توڑیں۔ اور ان کی مدد سے دو آدمیوں کو باندھ دیا۔ پھر وہ انتہائی تیزی سے اپنی کار کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ جونہی وہ پہاڑی کا موڑ مڑا۔ اسی لمحے دونوں بندھے ہوئے آدمی پھرتی سے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ شاخیں ایک ہی جھٹکے سے کھل گئیں تھیں "تم ادھر سے پہنچو میں دوسری طرف سے اس کو پکڑتا ہوں، جلدی کرو"۔ مورال نے تیزی سے ایک طرف دوڑتے ہوئے کہا اور جھاڑیوں کی اوٹ میں عمران کی طرف دوڑنے لگا۔ عمران آہستہ آہستہ اپنی کار کی طرف دوڑا جا رہا تھا۔ مورال اور عمران کا فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم ہوتا چلا گیا۔ مورال نے جھک کر ایک بھاری پتھر اٹھایا۔ اور عمران کے قریب پہنچ گیا۔ عمران اپنی کار کے پاس پہنچ کر رک گیا تھا۔ اچانک اسے پیچھے سے آہٹ سنائی دی وہ پھرتی سے مڑا۔ اسی لمحے مورال نے مناسب قوت سے پتھر اس کے سر پہ دے مارا۔

عمران کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی اور وہ زمین کی طرف جھکتا چلا گیا، اسی لمحے دوسری طرف سے اینکر بھی نمودار ہوا۔ مورال نے جھک کر اسٹین گن اور ریوالور اٹھائے اور دوسرے ہاتھ سے کمپیوٹر اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔ "آؤ چلیں"۔ مورال نے اشارہ کرتے ہوئے کہا "لیکن باس! اس کا کیا کریں"۔ اینکر نے عمران کی طرف توجہ دلائی۔ "اوہ ہاں! اسے کار میں ڈالو انجن سٹارٹ کر دو، اور سڑک پر کار آہستہ سپیڈ سے چھوڑ دو، سڑک کے اختتام پر موڑ ہے، لیکن یہ بے ہوش ہو گا اس لیے کار سیدھی کھڈوں میں جا گرے گی"۔ مورال نے بتایا "لیکن اگر اسے گولی مار دی جائے۔ تو کیا مضائقہ ہے"۔ "نہیں، اس طرح یہاں کی حکومت شبہ میں پڑ جائے گی، تم ویسا ہی کرو۔ جیسا میں نے کہا ہے"۔ مورال نے سمجھاتے ہوئے کہا اور اینکر سر ہلاتے ہوئے

عمران کی طرف بڑھ گیا۔ اُس نے عمران کو کار کی اگلی نشست میں ڈالا اور انجن اسٹارٹ کرکے کار سڑک پر لے آیا۔ پھر کار کو آہستہ سپیڈ سے چلتا چھوڑ کر نیچے اتر آیا۔

"اب ہمیں تیزی سے چل دینا چاہیئے" موررال نے کہا،

سورج کا چڑھ آیا تھا۔ عمران کی ٹو سیٹر آہستہ آہستہ سڑک کے درمیان چلی جا رہی تھی، شاید اس کا اسٹیرنگ بہت سخت تھا اسی لیے کار اِدھر اُدھر نہیں ہو پا رہی تھی، موڑ انتہائی قریب آگیا، عمران کسی بھی لمحے آن دیکھی موت کا شکار ہونے والا تھا۔

مرتبہ **شعروں کی جگمگ** ریحانہ حمید تبسم

زلف پیچاں ناگن بن کے مجھ کو ڈستی رہتی ہے
چشم قہر سے قلب حزیں پر کب تک تیر چلاؤ گے

—— بشیر احمد قادری

باجی ریحانہ حمید تبسم "بچوں کی باجی" کی ایڈیٹر بھی ہیں، عرصہ دراز کی محنت شاقہ کے بعد زندگی کے قریب ترین رنگا رنگ اور جگمگاتے ہوئے اشعار کا بہترین تحفہ پیش کیا ہے۔ زندگی، کانٹے، گلستان، خواب ہجر، شکایت، زلف، خوشبو اور دیگر موضوعات پر قدیم و جدید شعراء کا کلام

جوزف کار سے اُتر کر بڑبڑاتا ہوا ایک پہاڑی پر چڑھ رہا تھا۔ اس کی چال میں ہلکی سی لڑکھڑاہٹ تھی، اچانک ہی اُس کا پیر رپٹا اور وہ نشیب میں لڑھکتا چلا گیا۔ دھڑام سے زمین پر گرا، سر پر ہلکی سی چوٹ آئی، پھر وہ بمشکل اُٹھا اور اُٹھتے ہی بڑبڑایا "نشہ ہرن، شکار کر لو"، پھر وہ دوبارہ پہاڑی پر چڑھتا چلا گیا، اس کا نشہ واقعی ہرن ہو چکا تھا اور وہ جمے ہوئے قدموں سے پہاڑی چڑھ رہا تھا۔ اس کے دونوں پہلوؤں سے ریوالور لٹک رہے تھے۔ اور وہ باقاعدہ فوجی وردی میں تھا، اس کی بڑبڑاہٹ بدستور جاری تھی، یہ بڑبڑاہٹ شاید اس لیے تھی کہ آج منہ اندھیرے ہی عمران نے اُسے بُری طرح جھنجھوڑ ڈالا۔ جب کہ وہ گہری میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔ وہ بُرے بُرے منہ بناتا اٹھا تھا اور نیند خراب کرنے کی وجہ پوچھی تھی، عمران نے اُسے پہاڑی علاقے میں کسی مخصوص بوٹی کی تلاش میں جانے کا پروگرام بتایا۔ بادلِ نخواستہ جوزف نے فوجی وردی جسم پر سجائی اور وہ دونوں ٹو سیٹر میں بیٹھ کر دارالحکومت کے مضافات میں واقع پہاڑی سلسلے کی طرف چل پڑے تھے۔ سلیمان کی نیند حرام نہیں کی گئی تھی، عمران نے ایک پرچہ لکھ کر سلیمان کے سرہانے رکھ دیا تھا تاکہ وہ پریشان نہ ہو، بہرحال اب وہ ایک اونچے نیچے سنگلاخ میدان میں آگے بڑھ جا رہا تھا، یہ میدان پہاڑی حصّہ تھا۔

اچانک اس نے ایک طرف سے دھواں اور شعلے اُٹھتے دیکھے وہ قدرے حیرانگی سے دائیں طرف دیکھنے لگا جدھر سے شعلے اُٹھتے دکھائی دے رہے تھے، اُس کے قدم تیزی سے اٹھنے لگے، وہ نشیب طے کرکے جلد ہی اُس جگہ پہنچ گیا جہاں کوئی چیز آگ کی لپیٹ میں دھڑا دھڑ جل رہی تھی، وہ مزید قریب پہنچا تو حقیقت حال آشکار ہوئی وہ ایک جنگی جہاز تھا کیونکہ ساخت کے اعتبار سے کوئی بھی شخص دیکھ کر اندازہ کر سکتا تھا کہ یہ جنگی جہاز ہے۔ جوزف کی حیرت انتہا کو پہنچ گئی۔ ویران پہاڑی علاقے میں جنگی جہاز کو دھڑا دھڑ جلتے دیکھ کر یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ کہ جہاز کی ویران علاقے میں تباہی اور آمد کا کیا سبب ہو سکتا ہے۔ وہ گھوم کر دوسری طرف جہاز کی دم کے قریب پہنچ گیا، اب اُس نے دم پر لکھے الفاظ پڑھے، جس سے پتا چلا کہ یہ جہاز ہمسایہ ملک سینزلستان کا ہے۔ جہاز اب پوری طرح آگ کی لپیٹ میں آ چکا تھا جوزف تیزی سے جہاز کے ڈھانچے سے دور ہوتا چلا گیا، کیونکہ کسی بھی لمحے جہاز میں بچنے والی ٹینکی آگ کی لپیٹ میں آ کر پھٹ سکتی تھی وہ دوڑتا چلا گیا، اسی لمحے اس کی توقع کے مطابق ٹینکی پھٹ گئی، جہاز کے ٹکڑے ایک دھماکے سے فضا کی طرف بلند ہوتے چلے گئے۔ جوزف پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا تھا، کئی آتش زدہ ٹکڑے اس کے اوپر سے گذرتے چلے گئے، پھر وہ اٹھا اور مخالف سمت چلنے لگا اچانک اس کی نظر دور زمین پر موجود کسی چیز پر مرکوز ہوتی چلی گئی۔

وہ تیز رفتاری سے اس چیز کی طرف بڑھنے لگا۔ قریب پہنچ کر اس نے دیکھا وہ چیز ایک شناختی کارڈ تھا۔ اس نے جھک کر اُسے اُٹھا لیا۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ یہ کسی موراں نامی شخص کا شناختی کارڈ ہے۔ تصویر بھی ایک طرف لگی ہوئی تھی۔ عہدہ کسی محکمے کے آفیسر کا تھا۔ اور جس ملک سے یہ شناختی کارڈ جاری ہوا تھا۔ اس کا نام دیکھ کر جوزف سوچ میں ڈوب گیا وہ ملک ایک بڑی طاقت انگلرز تھا۔ بہرحال اس نے کارڈ جیب میں رکھ لیا اور واپس اُسی طرف چل پڑا۔ جدھر سے آیا تھا جلد ہی وہ اس سڑک پر پہنچ گیا جہاں عمران نے اُسے ڈراپ کیا تھا جونہی اس نے اس سمت دیکھا جدھر عمران کی کار اس نے روانہ ہوتے دیکھی تھی۔ وہ بُری طرح اُچھلا اس نے یکدم دائیں پہلو سے پستول نکالا اور پھر انتہائی تیزی سے اس طرف دوڑ پڑا، عمران کی کار آہستہ روی سے موڑ پر موجود کھائیوں کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔ جب کہ عمران اسے بے ہوش پڑا دکھائی دیا تھا۔ صرف پانچ فٹ کا فاصلہ رہ گیا تھا وہ اندھا دُھند کھائیوں کے درمیانی راستے سے شارٹ کٹ کرکے کار کی طرف بھاگا چلا جا رہا تھا۔ عمران اور موت کے درمیان فاصلہ بتدریج گھٹ کر چار فٹ رہ گیا تھا۔ جوزف نے دُوری سے ہی اگلے ٹائر کا نشانہ لیا جو کہ اُس کے

متوازی تھا۔ اور ٹریگر دبا دیا۔ دو گولیاں یکدم ٹائر سے ٹکرائیں اور ٹائر برسٹ ہو گیا کار نے ایک جھٹکا لیا اور اسکی رفتار نسبتاً آہستہ ہوتی گئی اُسی لمحے کار رک گئی۔

جوزف کار کے نزدیک پہنچ گیا۔ اس نے کار کی طرف دیکھا تو ایک جھرجھری لیکر رہ گیا۔ عمران کی ٹو سیٹر صرف دو اینچ کے فاصلے پر جا کر رُکی تھی، اس سے آگے ہولناک گہرائیاں منہ کھولے، عمران کو ہڑپ کرنے کے لیے تیار تھیں، جوزف تیزی سے آگے بڑھا اور جھٹکے سے کار کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا، اسی لمحے اسے پھر چونکنا پڑا۔ عمران کے دونوں پاؤں بریکوں پر پوری قوت سے جمے ہوئے تھے۔ اور وہ ہوش میں آگیا تھا، جوزف نے پھرتی سے انجن بند کیا۔ اور عمران کی طرف دیکھا، وہ آہستہ سے اُٹھ کر بیٹھ رہا تھا۔ اس کی پیشانی کے دائیں طرف سے خون کی لکیر پیشانی سے دائیں گال تک جمی ہوئی تھی، باس! تمہارا یہ حال کس نے کیا، باس مجھے بتاؤ میں اُس کی ہڈیوں کا سرمہ بنا دوں گا"۔ جوزف انتہائی طیش کے عالم میں بولا۔" سرکنڈوں کی روح "عمران نے جوزف کے عقب میں دیکھتے ہوئے کہا، جوزف بُری طرح اچھل کر پیچھے مڑا،" کدھر باس، ... کدھر،" جوزف نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ہلکا سا مکّہ اس کی پسلیوں میں مارتے ہوئے کہا،" کالیے " میری بات سن کر اتنا ڈر اکہ آواز نہ نکل سکی۔ ... ہیں اور ابھی کہہ رہے تھے۔ ہڈیاں پیس کر رکھ دوں گا، اب بتا۔ ." عمران نے ساتھ ہی ساتھ آنکھیں مٹکائیں اور جوزف خفیف سا شرمندہ ہو گیا۔" باس بھلا روحوں سے بھی کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔؟ جوزف

شرمندگی دور کرنے کی غرض سے کہا اچھا اچھا اب غار بند کر دو اور پہیہ تبدیل کر دو۔ چلو شاباش،" عمران نے اس کے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، جوزف خاموشی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا، جبکہ عمران سیٹ پر دراز ہو گیا تھا۔ پھر ٹائر جلد ہی بدل گیا، تھوڑی دیر بعد عمران کی ٹو سیٹر واپس چلی جا رہی تھی۔

سر سلطان کے پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجی تو وہ چونک اٹھے۔ یہ صدر مملکت کی کال تھی وہ ابھی ابھی ناشتے سے فارغ ہوئے تھے۔ انہوں نے لپک کر ریسیور اٹھا لیا۔ "یس! سلطان سپیکنگ"۔ "سیکرٹری آف پریذیڈنٹ سپیکنگ سر"۔ "یس"۔ سر سلطان نے سوالیہ انداز میں کہا۔ "جناب! انتہائی اہم اطلاع ہے، صدر مملکت نے آپ کو یاد فرمایا ہے"۔ سیکرٹری کی آواز آئی۔ "اوہ! اچھا اوکے"۔ سر سلطان نے کہا "اوکے سر"۔ میں چند منٹ میں پہنچ رہا ہوں اوکے" سیکرٹری نے کہا اور سر سلطان نے ریسیور رکھ دیا۔ ان کو اندازہ ہو گیا تھا کہ کوئی خاص ہی مسئلہ ہے۔ جس کے لیے انہیں طلب کیا گیا ہے۔ انہوں نے تیاری کی اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار پریذیڈنٹ ھاؤس کی طرف جا رہی تھی۔ دربان مستعد تھا۔ سر سلطان کی کار کو دیکھتے ہی اس نے پھاٹک کھول دیا۔ سر سلطان اندر داخل ہوئے کار پارک کر کے وہ ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے، ملازم ٹرالی میں مختلف چیزیں سامنے رکھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد صدر صاحب اندر داخل ہوئے۔ سر سلطان نے اٹھ کر استقبال کیا۔ سر سلطان نے صدر صاحب کا چہرہ گہری سوچوں میں ڈوبا پایا۔ دونوں

آمنے سامنے بیٹھ گئے، "سلطان صاحب! انتہائی خطرناک صورت حال ہے۔ میں سوچ رہا ہوں، گفتگو کا آغاز کہاں سے کروں؟" صدر مملکت نے چند لمحے توقف کیا اور پھر بولے۔ "آپ کو اس بات کا علم ہے کہ پچھلی خاص کانفرنس جو مسلم ممالک کے تمام مندوبین کی موجودگی میں ہوئی۔ میں بھی اس میں شامل تھا، کانفرنس بلانے کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن اسرائیل کی جارحانہ پالیسی کے خلاف دفاع کے لیے ٹھوس منصوبہ بندی مرتب کی جائے۔ اس سلسلے میں کانفرنس بھی انتہائی سیکرٹ رکھی گئی۔ کانفرنس کی مجموعی آراء کے سبب ایک واضح پلان مرتب کیا گیا۔ اس پلان کو ٹیکنیکل ماہرین نے دو کمپیوٹرز میں منتقل کر دیا۔ اس طرح کہ اگر ایک کمپیوٹر چوری ہو جاتا تو دشمن پلان سے آگاہی نہیں حاصل کر سکتا تھا، جب تک دونوں کمپیوٹرز نہ ہوتے۔ پلان سمجھ میں آنا ایک ناممکن امر ہو جاتا۔ ایک کمپیوٹر سینٹرلستان کے حوالے کیا گیا جب کہ دوسرا پاکیشیا کے حوالے۔ اب سینٹرلستان حکومت کے پاس جو کمپیوٹر موجود تھا، وہ چوری ہو گیا ہے، اس کی اطلاع ایک گھنٹہ قبل ملی، اس سے آپ صورتِ حال کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اب آپ ایکسٹو پر اس سلسلے میں دباؤ ڈالیں کہ وہ اپنی ٹیم کی مدد سے کمپیوٹر تلاش کریں یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے، اگر وہ کمپیوٹر برآمد نہ ہوا تو اسلامی ممالک کو ایک ناقابل برداشت نقصان برداشت کرنا پڑے گا اور اس کا نتیجہ ان کے حق میں برا نکلے گا۔" صدر مملکت طویل تفصیل بتا کر خاموش ہو گئے۔ سر سلطان نے سر اٹھایا اور کہا۔ "جناب! کیا میں اس سلسلے میں چند سوالات کر سکتا ہوں؟" "ضرور کیجیے" صدر مملکت نے اجازت دی۔ "سب سے پہلے تو یہ بتائیں کہ پلان

کو کمپیوٹر میں منتقل کرنے کی ضرورت آخر کیوں پیش آئی، جب کہ دوسرے بہت سے طریقے بھی پیش نظر رکھے جا سکتے ہیں۔" "میں بتاتا ہوں" صدر مملکت نے سر ہلا کر کہا۔ "اگر منصوبے کی دستاویز تیار کر لی جاتی تو ان کی صحیح حفاظت ایک مشکل امر بن جاتا۔ اس لیے پلان کمپیوٹر انٹر کر دیا گیا" "دوسری بات! اگر کمپیوٹر کے دو حصے کر لیے بھی جائیں، اور ان میں سے ایک چوری ہو گیا ہے تو کیا ایسا ممکن نہیں کہ گمشدہ کمپیوٹر میں جو حصہ منتقل ہے، اسے دوبارہ کمپیوٹر میں بھر لیا جائے؟" سر سلطان نے دوسرا سوال کیا۔ "اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ گمشدہ کمپیوٹر میں جو حصہ ہے، اس میں بہت سے اعداد و شمار ایسے ہیں جو ریپیٹ کرنا ناممکن ہے کیونکہ اعداد و شمار سے متعلقہ دو اشخاص مر چکے ہیں۔ اس سے آپ کو سوال کا جواب مل سکتا ہے۔" صدر مملکت نے جواب دیا "میں سب سمجھ گیا ہوں جناب! آپ قطعاً کوئی فکر نہ کریں اب اجازت دیجئے۔" سر سلطان نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اجازت لیکر کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد ان کی کار واپس چلی جا رہی تھی، کوٹھی پہنچ کر وہ ڈرائینگ روم میں رکھے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گئے۔

انہوں نے عمران کے فلیٹ پر رنگ کیا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ عمران صبح سویرے دانش منزل میں نہیں مل سکے گا۔ کال سلیمان نے وصول کی، پتا چلا کہ عمران ابھی فلیٹ نہیں پہنچا۔ انہوں نے سلیمان کو تاکید کی کہ جونہی عمران آئے کوٹھی پہنچنے کا کہہ دے اتنا کہہ کر انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ ٹھیک ایک گھنٹہ بعد کال بیل کی آواز سنائی دی انہوں نے خود بڑھکر دروازہ کھولا اور جونہی دروازہ کھولا وہ بری طرح چونک اٹھے۔

یہ ایک بہت بڑا نیم تاریک ہال تھا، ہیڈ لیمپس کی ہلکی ہلکی روشنی ہال میں موجود چیزوں کو ہلکا ہلکا واضح کر رہی تھی، ہال اندرونی طور پر تقریباً گول تھا۔ ہال کی ایک دیوار کے ساتھ ساتھ کئی مشینیں لگی ہوئی تھیں، ان مشینوں پر مختلف افراد کام کر رہے تھے، ان مشینوں کی لمبی قطار کے بعد تدرے ادھر ایک چوکور میز تھی جس کے گرداگرد، دس کرسیاں موجود تھیں، ان کرسیوں پر صرف پانچ آدمی بیٹھے، چند چیزوں کو الٹ پلٹ کر تجزیہ کر رہے تھے، میز کے سامنے ہال کے انتہائی سرے پر ایک کمرے کا دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ دروازے کے بائیں طرف ایک شیشہ مستطیل کی شکل میں دیوار میں نکس تھا۔ شیشے میں سے روشنی کی چوکور پلیٹی نکل کر ہال کا ایک گوشہ روشن کر رہی تھی۔ کمرے میں ایک چوکور میز کے پیچھے ایک جوان العمر کرخت چہرے کا مالک آدمی کرسی پر بے ڈھنگے انداز میں بیٹھا جمائیاں لینے میں مصروف تھا۔ پھر اچانک ہی اس کی میز پر رکھے انٹرکام کا بزر چیخ اٹھا، اس نے جمائیاں لینی ترک کیں اور انٹرکام کا بٹن آن کر کے رسیور اٹھایا "یس باس!" اس نے مؤدبانہ کرخت لہجے میں کہا۔ "باس تمہارے پاس آ رہے ہیں، تیار رہنا ہم نے بات چیت کرنی ہے" دوسری طرف سے بھاری سی آواز آئی۔ "اوہ! میجر۔۔۔" اس نے گویا آواز والے کی شخصیت سمجھ کر کہا "خیریت تو ہے؟" "ہاں! خیریت ہی ہے، میں بھی باس کے ساتھ

آ رہا ہوں، اسکرینوں کا نظام آن کر رکھو۔ ضرورت پڑ سکتی ہے" میجر کی آواز آ
"اوکے۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔ دو منٹ ہولڈ کرو" اچانک اس کے منہ سے نکلا
اسی لمحہ سامنے دیوار پر لگے ایک بڑے سے نقشے پر لگا سرخ بلب جلنے
لگا تھا "کیا بات ہے فارڈ!" دوسری طرف سے میجر کی حیرت زدہ آواز
سرخ بلب کال کر رہا ہے" فارڈ نے بدستور سپارک ہوتے بلب کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔ "اوہ! کس رینج پر؟" میجر نے تیزی سے پوچھا "نائین ففٹین ایم" فارڈ
نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازے پر قدموں کی آواز ابھری "باس آ رہے ہیں
شاید اوکے" اتنا کہہ کر فارڈ نے تیزی سے رسیور انٹرکام پر رکھ دیا، اور دروازے
کی طرف دیکھا۔ ایک بے حد جسیم، طاقتور اور متناسب جسم کا آدمی چہرے پر پلاسٹک
ماسک چڑھائے اندر داخل ہو رہا تھا۔ منہ پر ماسک کی موجودگی کے باعث یہ بات
یقینی طور پر نہیں کہی جا سکتی تھی کہ وہ نوجوان ہے یا ادھیڑ عمر، لیکن جسم کی مناسبت
سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ پچیس برس کے لگ بھگ عمر کا مالک ہے۔
فارڈ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر اسی تیزی سے کہا "باس! نائین
ففٹین ایم کی رینج پر کوئی خاص بات وقوع پذیر ہو رہی ہے، اشارہ موصول
ہو رہا ہے" "ہوں" ماسک مین نے ہنکارہ بھرا اور پھر دروازے کی طرف مڑتے
ہوئے بولا "آؤ میرے ساتھ" فارڈ اس کی تقلید میں پیچھے چلنے لگا۔ دونوں
ہال کے اس حصے میں آ گئے جہاں مشینوں کے اوپر دو بڑے سائز کی اسکرینیں
فٹ تھیں۔ مشین کے سامنے بیٹھے شخص نے ماسک والے آدمی کو اپنی طرف آتے دیکھا

تو تیزی سے سنبھل کر بیٹھ گیا "نائین ففٹین ایم، ساؤتھ، رینج کور کرو" باس نے
اس کے قریب آ کر کہا اور اس آدمی نے تیزی سے مشین پر لگے ڈائیل کی سوئیاں
مطلوبہ فریکوئنسی پر سیٹ کی اور ایک بٹن دبا دیا جس پر ایس ایم لکھا تھا اسکرین
پر آڑی ترچھی لکیریں صرف ایک لمحے کیلئے نمودار ہوئیں، اور دوسرے ہی لمحے
سکرین ایک پہاڑی سلسلے کے منظر کو ظاہر کر رہی تھی "موو" باس نے اسکرین
ابھرنے والے منظر پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ اور کنٹرول مین نے ایک
ہینڈل پکڑ کر آہستہ آہستہ گھمانا شروع کیا۔ پہاڑی سلسلہ آہستہ آہستہ گذرنا
شروع ہو گیا اور اگلا منظر اسکرین پر نمودار ہونے لگا "اوکے! سٹوپ" باس
نے حکم دیا اور کنٹرول مین نے ایک بٹن دبا کر متحرک منظر فکس کر دیا، اسکرین پر
دو آدمی زمین پر پڑے دکھائی دے رہے تھے۔

ان کے ہاتھ اور جسم شاخوں سے بندھے پڑے تھے۔ "کلوز اپ لو" کنٹرول مین نے ایک دوسرا لیکن نسبتاً چھوٹا ہینڈل آہستہ آہستہ آگے کیا اور پھر ایک جگہ روک دیا۔ اسکرین پر دونوں آدمی نسبتاً صاف دکھائی دینے لگے، پھر اچانک وہ دونوں آدمی بندشیں کھول کر تیزی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے آپس میں کوئی بات چیت کی، اور پھر مخالف سمتوں میں دوڑتے چلے گئے اسکرین پر اب ایک آدمی بھاگتا دکھائی دے رہا تھا۔ پھر اس نے جھک کر پتھر اٹھایا۔ جلد ہی اس نے ایک آدمی کی پیشانی پر دے مارا تھا۔ آدمی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا، پتھر مارنے والے نے بیہوش نوجوان کے ہاتھ سے ایک چیز کھینچ لی۔ "اس کا کلوز اپ لو، جلدی"۔ ماسک والے آدمی نے کہا، کنٹرول مین نے تعمیل کی۔ پھر ماسک والا آدمی وہ چیز دیکھ کر یکدم چونک اٹھا" اوہ! یہ تو وہی کمپیوٹر ہے"۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ "تو۔ ۔ ۔ تو کیا یہ ۔ ۔ ۔ ۔" فارڈ نے ہکلاتے ہوئے ماسک والے آدمی کی طرف دیکھا " ہاں۔ ۔ ۔ ہاں" ماسک والے پرجوش لہجے میں کہا " یہ یقیناً کمپیوٹر ہی ہے۔ جس کی تلاش میں ہم اب تک خوار ہوتے رہے ہیں"۔ تو پھر باس! اب کیا حکم ہے"۔ فارڈ

نے باس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا" اب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" باس کی آنکھیں چمکنے لگیں، دس مسلح افراد ہمراہ لو اور انہیں گھیر لاؤ۔ لیکن زخمی نہ کرنا، ہاں اگر مجبوری ہو تو کمپیوٹر ہاتھ سے نہیں جانا چاہیئے۔ اس وقت تک ہم انہیں کو رکھیں گے"

باس کے یہ الفاظ سنتے ہی فارڈ انتہائی تیز رفتاری سے ہال سے نکلتا چلا گیا۔ اس نے اپنے ہمراہ مطلوبہ آدمی لیے اور پھر وہ ایک بڑے سے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ فارڈ نے ایک طرف لگا بٹن دبایا۔ فوراً ہی دروازہ بغیر کسی آواز کے ایک طرف سرکتا چلا گیا۔ فارڈ تیزی سے دروازہ کراس کر گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کی تقلید کی، سامنے ایک طویل راہداری جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ جس میں سے کئی شاخیں دائیں بائیں جاتی دکھائی دے رہی تھیں وہ سب سیدھے دوڑتے چلے گئے۔ آخر اختتامی سرے پر پہنچ گئے سامنے سپاٹ دیوار ان کا راستہ روکے کھڑی تھی۔ لیکن دیوار کے دائیں طرف فولادی سیڑھیاں راہداری کی چھت میں چلی جا رہی تھیں۔ فارڈ نے سامنے کی سپاٹ دیوار میں لگے دو بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا، اُسی لمحے سرر کی سی آواز ابھری چھت کے درمیاں جہاں سیڑھیاں چلی جا رہی تھیں۔ ایک چوکور خلا نمودار ہو گیا تھا۔ فارڈ نے آگے بڑھ کر دوسرا بٹن دبا دیا، اسی لمحے سیڑھیاں کسی خاص میکنزم کے تحت اوپر اٹھتی چلی گیئں، اور آخر کار چوکور خلا میں سے کراسنگ کر گیئں سیڑھیوں کا نچلا سرا فرش کے ساتھ ہی لگا رہا تھا۔ سب آدمی پھرتی سے سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے۔ سیڑھیاں ایک چھوٹے سے کمرے میں ختم ہو رہی تھیں۔ فارڈ نے آگے بڑھ کر چھت کے درمیان لگی ایک زنجیر پکڑ کر نیچے کھینچی، فوراً ہی ہلکی سی

گڑگڑاہٹ کی آواز آئی اور سامنے سے پتھر کی ایک سل دیوار میں غائب ہوتی گئی پھر جونہی وہ تمام آدمی اس راستے سے باہر نکلے، انہوں نے دو آدمیوں کو بُری طرح اچھلتے دیکھا۔ سامنے پہاڑی سلسلہ دور تک پھیلا دکھائی دے رہا تھا وہ دونوں مورال اور اینکر تھے جونہی انہوں نے مسلح آدمیوں کو ایک بڑی چٹان میں پیدا ہونے والے خلا سے باہر نکلتے دیکھا وہ بُری طرح چونک اُٹھے تھے۔ پھر یکدم دونوں نے اپنے ہتھیار ان کی طرف کیے اور پوزیشنیں لیکر کھڑے ہو گئے۔ دوسری فارڈ اور اس کے ساتھیوں نے بھی اپنی اسٹین گنیں ان کی طرف تان لیں۔ مورال اور اینکر کے چہرے پر پریشانی چھاتی چلی گئی ایک اسٹین گن اور ایک ریوالور کے مقابلہ میں گیارہ بارہ اسٹین گنیں ان کی طرف تنی ہوئی تھیں۔ "تم دونوں ہاتھ اٹھالو اور ہتھیار پھینک دو تمہارے حق میں اچھا ثابت ہوگا"۔ فارڈ نے اسٹین گن سے اشارہ کرتے کرخت لہجے میں کہا۔ تھوڑی سی پس وپیش کے بعد مورال نے اپنی اسٹین گن پھینک دی اینکر نے اسکی تقلید کرتے ہوئے ریوالور کو فارڈ کے قدموں پھینک دیا۔ "اوکے! اب ہاتھ اوپر اٹھائے اس کے اندر داخل ہو جا نے چٹان میں بنے خلا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ مورال اور اینکر سے ہاتھ سر پر اٹھائے خلا کی طرف بڑھنے لگے۔ فارڈ اور اس کے ساتھ کے دونوں طرف پوزیشن لیکر کھڑے ہو گئے۔ جونہی مورال اور اینکر چٹا میں داخل ہوئے۔ فارڈ اور اس کے ساتھی بھی پھرتی سے ان کے پیچھے اند ہو گئے۔ پھر جلد ہی فارڈ، مورال وغیرہ کو اسی راستے سے گذشتہ راہدا

داخل ہو گئے۔ مورال اور اینکر مسلح افراد کے درمیان ہاتھ اٹھائے چل رہے تھے۔

انہیں شدید حیرت تھی کہ اوپر زمین پر سوائے اونچی نیچی پہاڑیوں اور ناہموار میدان کے علاوہ بظاہر کچھ بھی نہیں پتا چلتا کہ کوئی عمارت بھی ہو سکتی ہے، لیکن اندر عمارت دیکھ کر وہ شدید حیرت سے دوچار ہوئے تھے۔ نارڈ نے ان کو ایک کمرے کے سامنے رکنے کا اشارہ کیا۔ پھر دروازہ کھلا اور فارڈ نے ان دونوں کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا، دونوں کمرے میں داخل ہو گئے، اور دروازہ بند ہو گیا۔ "مجھے شدید حیرت ہے کہ یہ لوگ ہم سے کیا چاہتے ہیں"۔ مورال نے سوچنے کے انداز میں کہا۔ "باس! میری سمجھ میں ایک ہی بات آتی ہے"۔ اینکر نے پُرخیال لہجے میں کہا "ہاں۔۔۔؟" "یہ کہ کہیں یہ بھی کمپیوٹر کی تلاش میں نہ ہوں"۔ "ہاں" یہ ممکن ہے لیکن سوال تو یہ ہے کہ انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی کمپیوٹر بھی ہے یا یہ کہ ہمارا تعلق کسی نہ کسی طرح کمپیوٹر سے ہے"۔ مورال نے وضاحت طلب انداز میں کہا "باس! تم یہ بات سوچو کہ جو لوگ پہاڑیوں کے نیچے عمارت بنا سکتے ہیں۔ کیا ان کے پاس ایسے وسائل نہ ہوں گے کہ جن کی مدد سے ہم ان کی نظروں میں آ گئے ہیں" اینکر نے جواباً کہا "یقیناً ہمارے پاس ایسے وسائل ہیں مسٹرز!"۔ دروازے کی طرف سے بھاری اور طنزیہ آواز آئی۔ دونوں بیک وقت دروازے کی طرف مڑے، دروازے میں ایک آدمی ماسک چہرے پر چڑھائے کھڑا تھا، جب کہ اس کے دائیں بائیں فارڈ اور میجر اسٹین گنیں لیکر پوزیشن میں تھے،

"اچھا ہوا کہ تم اتفاقاً ہماری نظروں میں آ گئے"۔ ماسک والے آدمی نے نپے تلے انداز میں ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ جواباً وہ دونوں خاموش رہے۔

"کیا تم خود ہی کمپیوٹر حوالے کرنا چاہو گے یا دوسری صورت میں مجھے تشدد سے کام لینا ہو گا"۔ باس نے ان کی طرف آنکھیں گاڑتے ہوئے کہا "ہمارے پاس کمپیوٹر نام کی کوئی چیز نہیں"۔ مورال نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا، اس کے چہرے پر ذرا سا بھی خوف نہیں تھا۔ "دونوں کی تلاشی لو"۔ باس نے سرد لہجے میں فارڈ سے کہا، فارڈ نے آگے بڑھ کر پہلے اینکر کی تلاشی لینی شروع کی، لیکن چھوٹی موٹی چیزوں کے علاوہ کوئی چیز برآمد نہ ہو سکی۔ اب وہ مورال کی طرف بڑھا۔ اُسی لمحے مورال تیزی سے حرکت میں آیا اس نے قریب آنے والے فارڈ کی اسٹین گن پر چپا تلا ہاتھ مارا، اور زور دار جھٹکا دیا فارڈ انتہائی تیزی سے پیچھے ہٹا اور پاؤں کی زوردار ٹھوکر مورال کے ہونٹوں پر ماری، مورال نے اپنی طرف بڑھنے والی فارڈ کی لات پر اپنی ٹھوکر رسید کی، اس دفعہ فارڈ بری طرح لڑکھڑا گیا اور فرش پر گر پڑا اسی وقت اینکر نے اپنے قریب کھڑے اسٹین گن بردار میجر کے پیٹ میں کہنی ماری میجر شدت تکلیف سے دہرا ہونا شروع ہو گیا، اینکر دوبارہ حرکت میں آیا اور اسکا بھرپور مکہ جھکے ہوئے میجر کی کنپٹی پر پڑا۔ میجر کئی فٹ اچھلا اور دیوار تک لڑھکتا چلا گیا۔ اُسی لمحے اینکر کو یوں لگا جیسے اُسکا وجود کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا ہو۔ باس نے چپا تلا ہاتھ اس کے پیٹ میں مارا تھا۔ اینکر کے حواس جواب دینے لگے لیکن اچانک اس نے سنبھل کر گرنے والے آدمی کی اسٹین گن

چھلانگ لگائی۔

وہ سیدھا اسٹین گن پر پڑا۔ اس نے اسٹین گن اٹھاتے ہی قلابازی کھائی۔ اور اسٹین گن سیدھی کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے مورال کو بچاتے ہوئے کمرے میں فائرنگ شروع کر دی، سب سے پہلے میجر کے جسم میں کئی گولیاں پیوست ہوئیں پھر فارڈ کا جسم گولیوں کی زد پر اچھلا اور فرش پر گرتا چلا گیا، باس بھی گولی سے فرش پر بے ہوش ہو چکا تھا۔ مورال اور اینکر نے دوسری اسٹین گنیں ئیں اور کمرے سے نکل کر راہداری میں دوڑتے چلے گئے۔ دروازوں کا م اور بٹن وغیرہ وہ اچھی طرح دیکھ چکے تھے۔ اس لیے سب سے پہلے وں نے راہداری کا بڑا دروازہ کھولا اور پھر دوسری طرف سے بند کر کے اری میں دوڑتے چلے گئے۔ ابھی تک مزید کوئی فرد نظر نہیں آیا تھا، تھوڑی بعد وہ راہداری کے سرے پر پہنچ گئے۔ مورال نے دونوں بٹن دبائے اور ت میں چوکور خلا پیدا ہو گیا۔ پھر سیڑھیاں اوپر نکل گئیں اُسی لمحے راہداری روازہ کھلنے لگا "جلدی کرو"۔ مورال نے تیزی سے کہا اور پھر دونوں پھرتی سیڑھیاں چڑھ گئے، فائرنگ ہوئی لیکن گولیاں نیچے ہی رہ گئیں، پھر چٹان کا نمودار ہو گیا اور وہ باہر نکل گئے۔ چند لمحوں بعد وہ پوری قوت سے اونچے راستوں پر ایک طرف بھاگے جا رہے تھے۔

سلیمان باورچی خانے میں تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ فون والے
کمرے میں آیا اور ریسیور اٹھا لیا۔ "جی! سلیمان بول رہا ہوں" "عمران ہے
سلیمان!" دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز آئی "جی نہیں، صاحب کا پیے
کے ساتھ صبح صبح کہیں کسی بوٹی کی تلاش میں گئے ہوئے ہیں" سلیمان نے
بتایا "اوہ! اگر وہ آئے تو کہنا کہ مجھ سے مل ... نے، انتہائی ضروری بات کر...
ہے" "جی اچھا جناب! میں کہہ دوں گا۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے او...
کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ سلیمان کمرے سے نکل گیا۔ آخر تھوڑی دیر بعد، کال...
بج اٹھی، سلیمان بڑبڑاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھٹکے...
دروازہ کھولا، سامنے عمران اور جوزف کھڑے تھے "بیگم مجھے افسوس...
تمہیں انتظار کی زحمت اٹھانا پڑی۔ معافی چاہتا ہوں" عمران نے کمرے...
داخل ہوتے ہوئے کہا "بیگم تو پہلو میں چھپا رکھی ہے۔ اور مجھے بیـ...
کہہ رہے ہو" سلیمان نے تنگ آ کر جواب دیا "اوئے سالا مان! بکواس...
جوزف نے اردو میں غصے بھرے لہجے میں کہا "ابے! تو تو یوں کہہ رہا...
جیسے سامنے تیری سوکن کھڑی ہے۔ ہائیں" عمران نے آنکھیں مٹکاتے...
کہا "بس صاحب! آپ تو چپ ہی رہیں" سلیمان نے بیزاری سے کہا...

...ر دھڑکر تو اور بھی خوبصورت لگتی ہو" عمران نے کہا، اور سلیمان پیر پٹختا ہوا
...باورچی خانے کی طرف چل دیا۔
"اوئے کا لیے! تو نشے میں تو نہیں" "اوہ نو باس، نو ... ... " جوزف نے
...وں کی نمائش عام کرتے ہوئے کہا۔ "تو پھر جا، میرا فرسٹ ایڈ بکس لے آ...
...ش" عمران نے پچکارتے ہوئے کہا۔ جوزف فوجی انداز میں مڑا اور دوسرے
...ے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لیکن پھر چلتے چلتے اچانک رکا۔ مڑا اور پھر مسکین
...صورت بنا کر گویا ہوا "باس! ایک بات کہوں" "ہاں .. ہاں کہہ دے"
...ن نے فراخدلی سے اجازت دی "باس! ہٹن کا شکار کرنے کو دل چاہ رہا
..." جوزف نے ناخن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران سمجھ گیا کہ جوزف بوتل
مانگ رہا ہے "سیاہ بدلی"، تو انگریزی میں بھی ہٹن کہنے لگا۔ ہائیں" اس نے
مخصوص انداز میں آنکھیں گھماتے ہوئے کہا "یس زبان پر بھی چڑھ گیا ہے" "باس!
اوکے، پہلے میرا کام، پھر تیرا کام" "اور پھر میرا کام" باورچی خانے میں
سے سلیمان نے سر نکالتے ہوئے کہا "تیرا کیا کام ہے" عمران سلیمان کی طرف
مڑا لیکن اسی اثنا میں وہ دوبارہ باورچی خانے میں غائب ہو چکا تھا۔ عمران
دھڑام سے صوفے پر جا پڑا، جوزف فرسٹ ایڈ بکس لے آیا۔ عمران نے اپنے
زخم کی ڈریسنگ کی، اور پٹی باندھ کر صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔ سر میں ہلکا ہلکا
درد محسوس ہو رہا تھا۔ "سلیمان صاحب! ناشتہ پلیز" عمران نے باورچی خانے
کی طرف ہانک لگائی، تھوڑی دیر بعد سلیمان عجیب سا منہ بنائے ناشتہ لے آیا۔
"...سر سلطان نے آپ کو یاد کیا تھا۔ کوئی اہم بات کہنی ہے آپ سے" سلیمان

نے بگڑے ہوئے لہجے میں بتایا اور ناشتہ میز پر لگا کر واپس کمرے سے نکل گیا۔
عمران ناشتے میں مصروف ہو گیا۔



ناشتے کے بعد، وہ اُٹھ کھڑا ہوا، اپنا لباس درست کیا اور سر سلطان کی طرف روانہ ہو گیا، ملازم نے اُسے دیکھتے ہی کار کے لیے گیٹ کھول دیا۔ عمران اندر لیتا چلا گیا۔ اس نے کمپاؤنڈ میں ہی کار روک دی، اور پھر دروازے کی طرف بڑھا، اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا، اسی لمحے عمران نے سر سلطان کو چونکتے دیکھا۔ شاید وہ عمران کے سر پر پٹی بندھی دیکھ کر چونک اُٹھے تھے "عمران بیٹے: یہ کیا ہوا ہے؟" انہوں نے تیزی سے پوچھا۔ "پہلے اندر تو آ لینے دیں" عمران نے مسکرا کر کہا۔ سر سلطان نے راستہ دیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ وہ دونوں ڈرائینگ روم میں آ گئے "ہاں تو بیٹے! جلدی کہو کہ کیا ہوا۔" سر سلطان نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا "آپریشن" عمران نے جواب دیا "آپریشن؟" سر سلطان نے حیرانی سے کہا "جی ہاں: آپریشن" عمران نے اُنہی کے انداز میں کہا "لیکن بیٹے! کس لیے؟" "آپ کو مجھ سے شکایت رہتی تھی، کہ میرے دماغ پر ہر وقت حماقت سوار رہتی ہے چنانچہ میں نے حماقت دماغ سے نکال پھینکی ہے، بذریعہ آپریشن" عمران نے اطمینان سے جواب دیا "پلیز عمران! صحیح بات بتاؤ، میں پریشانی میں مبتلا ہو گیا ہوں" "مبتلا! اِنکا یہ لفظ کس میں سے کس لیے نکلا ہے" عمران نے وضاحت طلب انداز میں سر سلطان

کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان جھنجھلا سے گئے۔ اب انہیں پتہ چلا کہ عمران
کوئی بات بتانا نہیں چاہتا، کیونکہ انہیں علم تھا کہ جب عمران نے کوئی بات نہ بتانی ہو
تو اس طرح اُلٹ پلٹ ہانکنے لگتا ہے۔ آخر انہوں نے سنجیدگی سے عمران کو مخاطب
کیا۔

"عمران! سنجیدہ ہو کر میری بات سنو کیونکہ جو بات میں کرنے والا ہوں۔ وہ نہایت
اہمیت کی حامل ہے"۔ "مجھے علم ہے انکل! جب بھی آپ مجھے بلاتے ہیں تو انتہائی
اہم معاملہ ہی درپیش ہوتا ہے"۔ عمران نے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیا۔ "تو پھر!
کیا میں بتانا شروع کروں؟" سر سلطان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
"جی ضرور"، عمران نے جلدی سے جواب دیا اور سر سلطان نے وہ تمام گفتگو
دہرائی جو صدر مملکت سے ہوئی تھی، عمران توجہ سے ساری گفتگو سن رہا تھا۔ آخر
میں سر سلطان نے کہا اب صدر مملکت چاہتے ہیں کہ ایکسٹو کمپیوٹر کی تلاش کرے
چاہے اسے پوری ٹیم ہی ساتھ لے جانا پڑے"۔ "لے جانا پڑے، کیا مطلب"؟
عمران نے حیرانی سے کہا "میرا مطلب یہ ہے کہ کمپیوٹر یہاں تو مل نہیں سکے گا۔ اس
لیے باہر ہی جانا پڑے گا، کیا خیال ہے؟" "خیال نیک نہیں ہے انکل! عمران
نے جواب دیا "کیوں کوئی خاص بات"؟ سر سلطان نے عمران کی طرف دیکھا "ہمیں
باہر جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کیونکہ کمپیوٹر یہاں آ چکا ہے"۔ عمران نے
انکشاف کیا "میں سمجھا نہیں کھل کر بات کرو" اور عمران نے اوّل تا آخر ان دونوں
آدمیوں سے جھڑپ کے متعلق بتا دیا "اوہ! تو اس کا مطلب ہے ...."
"جی ہاں، اس کا مطلب یقیناً وہی ہے۔ جو آپ نے سوچا ہے"، عمران نے قطع

کلامی کرتے ہوئے کہا "غیر ملکی ایجنٹوں کی اب یہ کوشش ہو گی کہ دوسرا کمپیوٹر
بھی حاصل کر لیا جائے اور اگر ایسا ہو گیا تو عظیم نقصان ہو گا" سر سلطان نے
سوچنے کے سے انداز میں کہا پھر قدرے توقف کے بعد دوبارہ بولے "کیوں
نہ کمپیوٹر تمہاری تحویل میں دے دیا جائے"۔ "جی نہیں اگر کمپیوٹر ہمارے ہاتھ
سے نکل گیا تو میرے محکمہ کی رسوائی و بدنامی ہو گی آپ کمپیوٹر وہیں رہنے دیں،
جہاں اب تک موجود رہا ہے۔ عمران نے جواب دیا اور سر سلطان سر ہلانے لگے،
پھر چند لمحوں بعد بولے "پھر اب کیا پروگرام ہے؟ پروگرام تو اب بلیک
زیرو سے مل کر ہی مرتب کروں گا۔ اب اجازت دیجئے"۔ عمران مصافحہ کر کے
باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ پوری رفتار سے دانش منزل کی طرف اڑا جا رہا
تھا۔

شعر ہی شعر

مرتّبہ:۔ شبیر احمد قادری

اردو کے بہترین

دیکھ لیں گے کون ہے دونوں میں واعظ خوب تر } بشیر احمد
تو بلا لے حور کو اور یار کو لاتے ہیں ہم } قادری

بیت بازی کے انداز میں حروف تہجی کے مطابق اردو کے معروف شعراء کے
منتخب اشعار کا مجموعہ اسکول و کالج کے شعری ذوق رکھنے والے طلباء
و طالبات اور اساتذہ کرام کی ادبی تشنگی بجھانے کا بہترین سامان

فارڈ کو ٹانگوں میں دو گولیاں لگی تھیں وقتی طور پر وہ ہوش و حواس کھو
بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب اُسے ہوش آیا تو سچویشن بالکل بدلی دیکھ کر پھرتی
سے اٹھ بیٹھا۔ لیکن درد کی شدید لہریں اس کی ٹانگوں سے سارے جسم میں
پھیلتی چلی گئیں۔ اور وہ پھر بیٹھ گیا۔ اس نے اسی حالت میں کمرے کا جائزہ لیا
فرش پر جگہ جگہ خون کے دھبے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کا باس اور ساتھی
میجر فرش پر آڑے ترچھے پڑے ہوئے تھے۔ وہ گھسٹتا ہوا باس کی طرف بڑھنے
لگا۔ اس کے ذہن میں ایک عجیب سی خواہش پیدا ہوئی تھی۔ اس نے سوچا کہ
باس چونکہ بیہوش ہے۔ اس لیے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اُسکا نقاب
اٹھا کر چہرہ دیکھ لیا جائے۔ اگرچہ اس کے دل میں ہلکی سی خوف کی آمیزش
بھی تھی۔ لیکن وہ اپنی برسوں پرانی خواہش کو بھی تو پورا نہیں کر سکتا تھا
وہ لمحہ بہ لمحہ باس سے قریب ہوتا چلا گیا۔ اس نے تیزی سے باس کے چہرے
پر سے چڑھا ماسک کھینچا، لیکن پھر اس کے چہرے پر مایوسی کی تہیں چھاتی چلی
گئیں، ماسک چہرے کے بالکل ساتھ چپکا ہوا تھا۔

اسی لمحے دروازے پر بہت سے بھاگتے قدموں کی آوازیں اندر کی طرف
بڑھتی سنائی دیں، اسنے مڑ کر دیکھا کئی مسلح آدمی کمرے میں داخل ہوتے آ...

تھے "تم لوگ پہلے کہاں تھے؟" فارڈ غصّے سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے غرایا
"جناب! باس کے حکم کے مطابق ہم لوگ سیکشن نمبر دو میں تھے۔" اسٹین گن برداروں
میں سے ایک نے جواب دیا "باس کو اٹھا کر ڈریسنگ روم میں پہنچاؤ۔ باقی میجر
کو اس کمرے میں پہنچائیں گے۔ فارڈ نے حکم دیتے ہوئے کہا اور تمام آدمی
باس اور میجر کو کاندھوں پر اٹھا کر کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ اب فارڈ نے اپنے
زخموں کا جائزہ لیا۔ دونوں گولیاں ٹانگ کی جلد پھاڑتی نکل گئی تھیں، ہڈیاں
محفوظ رہی تھیں، وہ آہستہ آہستہ اُٹھ کھڑا ہوا درد کی شدید لہریں ایک مرتبہ
پھر اسکے جسم کو لرزاتی چلی گئی تھیں۔ لیکن بہرحال وہ کسی نہ کسی طرح اٹھا اور پھر
لڑکھڑاتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ وہ بھی سیدھا ڈریسنگ روم میں آیا، باس
ہوش میں آچکا تھا۔ اور بیڈ پر چت لیٹا ہوا تھا۔ ایک ڈاکٹر اس کے زخموں کی
مرہم پٹی میں مصروف تھا، ڈاکٹر نے مرہم پٹی کر دی، پھر فارڈ نے آگے بڑھ کر
زخم کی ڈریسنگ کروائی، باس اچانک اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کمرے سے نکلتا چلا
گیا "تم میرے کمرے میں آجاؤ" اس نے جاتے ہوئے کہا چند لمحوں بعد فارڈ بھی
اٹھا اور وہ باس کے کمرے کی طرف چل دیا، باس ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ اُس
کی آنکھوں سے پتا چل رہا تھا کہ وہ اندرونی طور پر بہت پریشان ہے۔ فارڈ اس
کے سامنے بیٹھ گیا "اب کیا کیا جائے" باس نے پریشان لہجے میں کہا "باس مجھے
انتہائی افسوس ہے، میری غفلت کی وجہ سے یہ سب ہوا۔ فارڈ نے شرمندگی
سے گردن نیچے کرتے ہوئے کہا "افسوس کرنے سے کچھ حاصل نہیں، باس نے
ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا اب تو یہ دُعا کرو کہ ہمارے بیرونی آدمیوں میں سے کسی

کی نظر ان پر پڑ گئی ہو۔" اسی لمحے ایک عجیب سی سیٹی نما آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ باس نے چونک کر میز کے نیچے سے کوئی بٹن دبایا اور سیٹی کی آواز ایک واضح انسانی آواز میں بدل گئی "یس باس سپیکنگ"۔ باس نے میز کے نیچے کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا، "جیرل سپیکنگ "باس"۔ دوسری طرف سے آواز آئی "یس باس! سیکشن ون میں سے دو آدمی بھاگتے دیکھ کر میں چونک اٹھا۔ اب ان کا پیچھا کر رہا ہوں۔ اوور" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "اوہ ویل، تم نے بہت سمجھداری کا ثبوت دیا ہے۔ اب ایسا کرو کہ انتہائی احتیاط سے ان دونوں کا تعاقب جاری رکھو اور کسی طرح ان کا ٹھکانہ معلوم کرلو۔ اوکے" "یس باس! وہ دونوں ایک ٹیکسی میں ہیں۔ جب کہ میں اپنی کار پر اور وہ شاید کسی پرانی سی عمارت کے سامنے رک رہے ہیں اوور"۔ دوسری طرف سے آواز آ رہی تھی۔ "اوکے تم ہوشیاری سے پیچھے رہو۔ اوور اینڈ آل" باس نے بٹن دبا کر راستہ منقطع کر دیا۔ "شکر ہے باس! جیرل ان کے پیچھے لگ گیا ہے۔ فارڈ نے مسرت سے کہا، "تم اب ایسا کرو کہ کچھ آدمیوں کے ہمراہ سیکشن نمبر دو جاؤ۔ اور کام کا جائزہ لیکر مجھے آگاہ کرو۔ باس نے فارڈ سے کہا۔ فارڈ سر ہلاتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس نے پانچ آدمی ساتھ لیے اور پھر راہداری میں سے ہوتا ہوا چٹان والے راستے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ناہموار پہاڑی راستے طے کرتے ایک طرف بڑھتے جا رہے تھے۔ لیکن شاید انہیں علم نہیں تھا کہ دو آدمی نہایت ہوشیاری سے ان کے پیچھے چلے آ رہے ہیں۔

عمران دانش منزل پہنچ گیا۔ "بلیک زیرو نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ "بلیک زیرو! تیار ہو جاؤ"۔ عمران نے صوفے پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا "تیار! کیسی تیاری عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے حیرانی سے عمران کی طرف دیکھا۔ "ہاں یار! وہ اپنی شادی ہو رہی ہے نا"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "شادی اور آپ کی؟ تو کیا میں کسی سے شادی نہیں کر سکتا"۔ عمران نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا "بے شک کر سکتے ہیں۔ لیکن میرا مطلب تو یہ تھا کہ آج بیٹھے بٹھائے آپ کو شادی کی کیسے سوجھ گئی۔ بلیک زیرو واقعی حیران ہو رہا تھا۔ "یار! جولیا نے ہاں کر دی ہے"۔ عمران نے انکشاف کیا۔ "اچھا تو پھر نکاح کب ہو رہا ہے"۔ بلیک زیرو اب مسکرانے لگا تھا۔ "ابھی، اسی وقت"۔ "ابھی" بلیک زیرو نے حیرانی سے کہا۔ "لیکن نہ مہمان نہ قاضی پھر بھلا۔۔۔۔"۔ "تو یار! تم کس دن کام آؤ گے، ہائیں" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔ بلیک زیرو اب کچھ نہ بولا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران ریفرشمنٹ کے لیے ادھر ادھر کی مار رہا ہے۔ چنانچہ اس نے خاموشی میں ہی عافیت جانی تھی۔ عمران بھی سنجیدہ ہو گیا۔ اس نے بلیک زیرو کو کمپیوٹر والا سارا معاملہ من و عن سنا دیا۔ اپنے زخمی ہونے کا بھی اس نے بتایا۔ اور پھر آخر میں کہا۔ "اس بار ہمیں کوئی واضح پلان مرتب کر کے اس پر عمل کرنا پڑے گا۔ کیونکہ معاملہ بے حد وسیع نوعیت کا ہے۔ تمہارے ذہن میں ہے کوئی پلان"۔ "فی الحال تو نہیں" بلیک زیرو نے چند لمحوں بعد کہا

تھوڑی سی مہلت کے بعد ہی کچھ کہہ سکوں گا۔" " اوکے! سوچو۔ میں بھی کچھ سوچتا ہوں۔" عمران نے کہا۔ اور پھر سوچنے کے سے انداز میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور بلیک زیرو کو مخاطب کیا" بلیک زیرو" بلیک زیرو نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا "جی!" "کیپٹن شکیل اور صفدر کو کال کرو۔ اور کہو کہ سرحدی پہاڑی سلسلے میں جائیں۔ اور وہ جگہ تلاش کریں جہاں کوئی جہاز گرا ہے۔ ان کا کام ہو گا کہ اس کے ارد گرد سے کسی بھی قسم کا کوئی سراغ تلاش کرنے کی کوشش کریں اور پھر رپورٹ کریں" بلیک زیرو نے سر ہلا کر ایک ٹرانسمیٹر نکالا یہ ٹرانسمیٹر شکل کا دراصل ایک ٹیلی فون تھا جس کے ریسور میں سے کوئی بھی کال وصول کر کے وہ جگہ معلوم کی جا سکتی تھی۔ جہاں سے کال کی جا رہی ہو۔ اس نے صفدر کا نمبر ڈائیل کیا اور پھر ریسور اٹھا لیا "ہیلو! صفدر سپیکنگ!" صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی" ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے مخصوص بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "یس سر" صفدر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ "صفدر! تم کیپٹن شکیل کو ہمراہ لو اور جو پتہ میں بتاؤں وہاں پہنچو۔ اتنا کہہ کر بلیک زیرو نے پہلے پتا بتایا اور پھر کام۔

" اوکے سر۔ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں" "اوکے" "خدا حافظ" بلیک زیرو نے رابطہ منقطع کیا اور پھر کیپٹن نعمانی کو رنگ کیا۔ کیپٹن نعمانی کو بھی اس نے وہی ہدایات دیں اور پھر سلسلہ منقطع کر کے ٹیلی فون ایک طرف سرکا دیا۔ عمران کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ بلیک زیرو کو یقین تھا کہ عمران چند لمحوں میں کوئی نہ کوئی ٹھوس اور قابل عمل پلان سوچ لے گا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا "پلان ذہن میں آ گیا ہے۔ لیکن عمل اس وقت کروں گا جب صفدر

وغیرہ کی طرف سے رپورٹ مل جائے گی۔ تم فی الحال ایکسٹو کی حیثیت میں ہی رہو گے۔ ضرورت کے وقت تمہیں بھی پلان میں شریک ہونا پڑے گا۔ اوکے"۔ "اوکے عمران صاحب! لیکن۔۔۔۔" بلیک زیرو نے کچھ کہنا چاہا لیکن عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکتے ہوئے کہا "تم یقیناً پلان سننے کی فرمائش کرنے والے تھے۔ تم خود سوچو بلیک زیرو! ایک کمپیوٹر غیر ملکی ایجنٹ حاصل کر چکے ہیں۔ اب وہ کمپیوٹر کے دوسرے حصے کی تلاش میں ہیں۔ اب اگر یوں ہو جائے کہ ہم بقایا کمپیوٹر پر۔۔۔۔ ۔۔۔" عمران تفصیل سے سارا پلان سمجھانے لگا۔ بلیک زیرو توجہ سے اس کا پلان سنتا رہا اور سر ہلاتا رہا۔ عمران نے پوری طرح پلان اسے سمجھا دیا " اب میرا خیال ہے مجھے آرام کرنا لینا چاہیے۔ لیکن پہلے ایک کپ کافی۔۔۔۔۔" عمران نے صوفے پر دراز ہوتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

کیپٹن شکیل اور صفدر سیاہ رنگ کی کار میں مطلوبہ ٹارگٹ کی طرف اڑے جا رہے تھے۔ ایکسٹو کی ھدایات وہ اچھی طرح ذہن نشین کر چکے تھے۔" نیا چکر شروع ہو ہی گیا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اس وقت وہ ڈرائیونگ کر رہا تھا۔" ہاں! ایک لحاظ سے اچھا ہی ہوا"۔ صفدر نے ونڈ اسکرین کے پار نظریں جماتے ہوئے کہا۔ "کیسے"۔ شکیل نے اس کی طرف دیکھ کر سوالیہ انداز میں کہا۔" فراغت بوریت ہے۔ اس کے تحت"۔ صفدر نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل سر ہلانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد پہاڑی سلسلہ شروع ہو گیا۔ پہاڑوں کے درمیان کوئی باقاعدہ سڑک یا راستہ نہیں تھا۔ مضافاتی علاقوں کے باشندوں کے ادھر سے گذرنے کی وجہ سے چھوٹی بڑی ناہموار پگڈنڈیاں سی بن گئیں تھیں۔ اور یہی تھوڑی بہت آمدورفت کا ذریعہ تھیں۔ ان کی کار ہچکولے کھاتی آگے بڑھتی جا رہی تھی

"میرا خیال ہے، ہمیں کار کہیں چھوڑ کر پیدل روانہ ہونا چاہیئے"۔ صفدر نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر جلد ہی اس نے گھنی جھاڑیوں کا جھنڈ ڈھونڈ لیا۔ وہ کار کو جھاڑیوں کے پیچھے لے گیا، دونوں کار سے اترے اور پھر کار کو جھاڑیوں میں ڈھکنے لگے۔ جب

کار اچھی طرح چھپ گئی۔ تو وہ دونوں ایک طرف چل دیئے۔ جگہ جگہ ٹیلے اور چٹانیں بھری ہوئی تھیں۔ وہ ایک سمت بڑھتے چلے گئے دفعتاً وہ دونوں ٹھٹھک کر رک گئے۔

ان کی نظریں اس تباہ شدہ جہاز پر پڑی تھیں جو بُری طرح خاکستر ہو چکا تھا۔ دونوں تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ قریب پہنچ کر وہ ارد گرد گھوم کر جائزہ لینے لگے جہاز کی دم جلنے سے قدرے محفوظ رہی تھی۔ دم پر مخصوص نشان دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ طیارہ سینزلستان کا ہے۔ کچھ دیر بعد وہ وہاں سے ہٹ گئے اور ایک سمت چل پڑے۔ ابھی وہ کچھ ہی دور گئے تھے۔ کہ اچانک وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔ انہوں نے انتہائی پھرتی سے اپنی جگہ سے حرکت کی اور ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں ہو گئے۔ انہوں نے سامنے دیکھا کچھ فاصلے پر ایک چٹان ہلکی سی سرسراہٹ سے درمیان سے کھلتی ہوتی چلی جا رہی تھی" کافی حیرت ناک ہے۔ اس ویرانے میں یہ منظر"۔ کیپٹن شکیل نے اس چٹان کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ صفدر نے جواب میں خاموشی اختیار کی۔ چند لمحوں بعد چٹان کے درمیانی خلا میں سے چھ آدمی آہستگی سے باہر نکلے اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے دائیں طرف چلے گئے تھے۔ چٹان دوبارہ برابر ہو گئی۔ صفدر نے شکیل کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور جواب میں کیپٹن شکیل نے سر ہلایا دونوں نے اپنی جگہ چھوڑی اور ہر ممکن احتیاط سے مسلح آدمیوں کی طرف چل پڑے جو تیزی سے اونچے نیچے راستے پر آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ کافی دیر بعد آگے جانے والے آدمی ایک سڑک کے کنارے پہنچ گئے۔ سڑک کے ایک طرف

گھنی جھاڑیاں تھیں اتفاق سے اس جگہ سے قریب ہی صفدر وغیرہ کی کار بھی چھپی کھڑی
تھی اس وقت یہ سڑک صفدر وغیرہ کو نظر نہیں آ سکی تھی۔ گھنی جھاڑیوں کے جھنڈ میں
سے ایک سفید رنگ کی ویگن نکال لی گئی۔ تمام آدمی ویگن میں بیٹھنے لگے۔ عین
اسی لمحے ایک فائر ہوا۔ اور صفدر کے منہ سے بے اختیار ایک سسکاری سی
نکل گئی۔ گولی اُس کے بازو کی جلد کو چھیلتی ہوئی گذر گئی تھی۔ اُسی وقت ایک
اور فائر ہوا۔ لیکن اس مرتبہ دونوں ہوشیار تھے پہلی گولی چلتے ہی دونوں
تیزی سے ٹیلوں کی اوٹ میں ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ویگن میں بیٹھنے
والے آدمی نیچے اتر کر آہستہ آہستہ پھیلنے لگے۔ "میرا خیال ہے، تمہیں دیکھ لیا
گیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دونوں نے اپنے
اپنے ریوالور نکال لیے تھے۔ چھ کے چھ آدمی دو دو کی ٹولیوں میں تین مختلف
اطراف سے آگے بڑھ رہے تھے۔ ایک ٹولی کا رُخ اسی ٹیلے کی طرف تھا جس
کے عقب میں صفدر اور شکیل چھپے کھڑے تھے۔ "اب کیا کیا جائے" صفدر
بولا کیپٹن شکیل نے تیزی سے اِدھر اُدھر دیکھا، عقب میں خودرو قد آدم پودے
کھڑے تھے۔ "تیزی سے پودوں تک پہنچو، اور فائر ابھی مت کرنا۔ کیپٹن شکیل
نے تیزی سے پودوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور جھکے جھکے اس طرف دوڑ
پڑا۔ صفدر نے بھی تیزی سے اس کی تقلید کی چند لمحوں بعد انہوں نے دوڑ ہی
سے چھلانگیں لگائیں۔ اور جھاڑیوں میں جا پڑے۔ اُسی وقت انہوں نے ایک
چیخ کی آواز سنی۔ "یہاں بھی کوئی نہیں، میرا خیال ہے۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔
جارج!"، "شاہد! میرا خیال ہے ہمیں احتیاطاً کسی اور طرف بھی دیکھ لینا چاہیئے"،

دوسری آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد انہوں نے دو آدمی واپس پلٹتے دیکھے۔
"ہمیں تیزی سے کچھ کرنا چاہیئے۔ ورنہ یہ ہاتھ نہیں آ سکیں گے"، صفدر نے
اپنے زخمی بازو کو آہستہ آہستہ مسلتے ہوئے کہا۔ "ہاں! میرے ذہن میں ایک تجویز
ہے۔ لیکن اس کے لیے انکے دو آدمی ہلاک کرنے پڑیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے
سوچنے کے سے انداز میں کہا۔ اور پھر صفدر کو اشارہ کر کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں
اُونچی زمینی سطح پر پہنچے۔ یہاں سے دونوں نے ویگن کی طرف دیکھا۔ ویگن
کوئی نہیں تھا۔ لیکن کچھ فاصلے پر دو آدمی کھڑے اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔
شکیل اور صفدر نے دونوں آدمیوں کا نشانہ لیا۔ اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ بیک
دو چیخیں ابھریں۔ اور دونوں آدمی اپنے سینے پکڑے، زمین پر گرتے
گئے۔ صفدر نے فائر کرتے ہی اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ اور کافی فاصلے پر پہنچ
گئے۔ عین اُسی لمحے اُونچی سطح پر دو آدمی نمودار ہوئے، یہ شاید کسان تھے،
ان کے ہاتھوں میں درانتیاں وغیرہ پکڑی ہوئی تھیں۔ ایک لمحہ بھی نہ گذرا تھا۔
وقت دو فائر ہوئے۔ اور دونوں کسان اُو[illegible] چیخیں خارج کرتے گر
تھوڑی دیر تک وہ تڑپے اور پھر ساکت ہوتے چلے گئے۔ صفدر نے ایک
میں ساری سچویشن سمجھ لی، دشمنوں نے کسانوں کو حملہ آور سمجھتے ہوئے
مار دی تھی، کیپٹن شکیل اور صفدر تیزی سے اُٹھے اور کسی نہ کسی طرح ویگن
قریب تر جھاڑیوں میں پہنچ گئے۔ تمام آدمی کسانوں کی لاشوں کی طرف دوڑ
تھے۔ کیپٹن شکیل اور صفدر نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے تیزی سے حرکت
ویگن سے مزید قریب ہو گئے۔ اُسی وقت باقی چار آدمی ویگن کی طرف بڑھتے

دکھائی دیئے۔

دونوں جھاڑیوں میں مزید دُبک گئے۔ چاروں آدمی ویگن کے قریب پہنچ
گئے تھے۔ دو آدمی ویگن کی فرنٹ سیٹوں کی طرف بڑھ گئے۔ جبکہ باقی دو ویگن
کے عقبی حصے میں بیٹھ گئے۔ پھر یکدم انجن اسٹارٹ ہوا۔ "اب کیا کیا جائے
صفدر نے آہستہ سے کہا۔ "ہمیں اپنی کار پر ان کا تعاقب کرنا چاہیئے" کیپٹن
شکیل نے جواب دیا۔ اس اثنا میں ویگن ایک جھٹکے سے آگے بڑھتی چلی گ
دونوں بھاگتے ہوئے اپنی کار تک پہنچے۔ انہوں نے پھرتی سے کار جھاڑیوں
اوٹ سے نکالی۔ دُور ویگن اونچے نیچے راستے پر بھاگتی دکھائی دے رہی
صفدر پھرتی سے دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن شکیل
تیزی سے برابر بیٹھ گیا۔ صفدر نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھادی" یار ا
ہو وہی چٹان ابھی تک مجھے کھٹک رہی ہے" صفدر نے سامنے دیکھتے ہو
"کیوں"؟ شکیل نے اُس کی طرف دیکھا۔ "جہاں تک میرا اندازہ ہے، چٹان ک
زمین ٹھکانے کا راستہ ہے۔ صفدر نے خیال پیش کیا۔ "تمہارا اندازہ درس
ہے۔ اور اب ذرا سامنے کی طرف توجہ دو" کیپٹن شکیل نے کہا، اگلی ویگن ا
جنگل میں داخل ہو کر نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ صفدر، بدستور کار جنگل کی
بڑھاتا جا رہا تھا۔ اُس نے کار کی رفتار نسبتاً آہستہ کر دی تھی۔ جس کی وجہ
کا شعور بھی بہت مدھم تھا۔ پھر جونہی وہ جنگل کی حدود میں داخل ہوئے۔

انہیں بریک لگانی پڑی۔
انہوں نے ونڈ اسکرین سے دیکھا۔ سامنے آٹھ دس مسلح آدمی ت

تھے۔ ان کی اسٹین گنوں کا رُخ انہی کی طرف تھا۔ ایک مسلح آدمی نے اسٹین گن کے اشارے
سے انہیں باہر نکلنے کے لیے کہا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر اپنے
نے دروازے کھول کر باہر نکل آئے۔ دونوں نے باہر نکلنے سے قبل اپنے
ل اور جرابوں میں ٹھونس لیے تھے۔ "کون ہو تم، اور ہمارا پیچھا کیوں کر رہے
" اسی مسلح آدمی نے سخت لہجے میں پوچھا۔ "باس! تم نے پہچانا نہیں ہمیں"
ر نے اچانک خوشگوار سے لہجے میں کہا۔ کیپٹن شکیل نے چونک کر صفدر
دیکھا۔ "کیا مطلب؟" باس نے قدرے حیرانی سے کہا۔ "ہم ہیڈ کوارٹر کی
سے بھیجے گئے ہیں" صفدر نے جواب دیا۔ "اور اب باس نے آہستہ سے سر
ا۔ "کوئی ہتھیار تو نہیں تمہارے پاس" "نہیں باس ہم بغیر ہتھیاروں
آئے ہیں" "ٹھیک ہے آجاؤ" یہ کہہ کر باس واپس پلٹا۔ سب آدمیوں
تقلید کی۔ صفدر نے آہستہ سے کیپٹن شکیل کو آنکھ ماری۔ اور پھر قدم آگے
یئے۔ کیپٹن شکیل آہستہ سے ہنس پڑا تھا۔ وہ ان آدمیوں کی تقلید میں
ارت کے قریب پہنچے۔ عمارت چاروں طرف سے گھنے درختوں میں
ہوئی تھی۔ وہ گیٹ کھول کر تمام آدمیوں کے پیچھے عمارت کے احاطے
ل ہوئے۔ اور پھر صحن کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ بالآخر ایک راہداری سے
وہ ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں پہنچ کر رُک گئے۔ کمرے کی دیواروں
ساتھ دو تین بڑی بڑی مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ اچانک ہی ہال میں ایک
ی کی آواز گونجتی چلی گئی۔ باس چونک کر ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔ مشین
یب پہنچ کر باس نے مشین پر لگا ایک بٹن دبا دیا۔ فوراً ہی کمرہ ایک

بھاری سی آواز سے گونج اُٹھا "اپنے آدمیوں کو لیکر میرے پاس آؤ، جلدی"

"او کے باس!" کمرے میں موجود باس نے مشین پر جھکے ہوئے ادب سے جواب

دیا۔ اور پھر بٹن آف کر کے صفدر کی طرف مڑا "باس ہمیں طلب کر رہا ہے۔ دیگر

آدمیوں کو ساتھ لیکر روم نمبر فائیو میں پہنچو" او کے "یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکل گیا

صفدر اور شکیل بھی باقی آدمیوں کے ہمراہ باہر آئے اور تھوڑی دیر میں انہوں نے

پندرہ بیس دوسرے آدمیوں کو اکٹھا کر لیا۔ اور پھر روم نمبر فائیو میں پہنچ گئے

صفدر اور شکیل نے دیکھا کمرے میں پہلے سے دس آدمی موجود تھے، جو ایک

بہت بڑی میز کے ایک طرف بیٹھے تھے۔ باقی کرسیاں خالی پڑی تھیں، صفد

اور دیگر تمام لوگ ان کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ صرف ایک کرسی خالی رہ گئی، چند سک

بعد کمرے کا دوسرا دروازہ کھلا اور ایک طویل قامت نقاب پوش کمرے میں دا

ہوا۔ نقاب پوش آہستہ آہستہ چلتا ہوا خالی کرسی پر بیٹھ گیا، چند سیکنڈ تک ک

میں گمبھیر سی خاموشی چھائی رہی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بغور نقاب پوش کا جا

رہے تھے۔ پھر کمرے میں نقاب پوش کی بھاری آواز گونجی "فارڈ تم سنا

پوزیشن ہے" وہ جناب! ایک پارٹی مزید کمپیوٹر حاصل کرنے کے چکر میں

فارڈ نے کہنا شروع کیا "ان کے دو آدمی ہمارے سیکشن میں گر

گئے تھے، لیکن بد قسمتی سے وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ہمار

اس ہنگامے میں مارے گئے۔ افسوس اس بات کا ہے، کہ فرار ہونے وال

پاس کمپیوٹر کا ایک حصہ موجود تھا۔۔۔" اوہ، کیا واقعی۔۔۔"

پوش نے حیرت سے بھرپور لہجے میں کہا "ہاں جناب! اسی بات کا ن

ہے، تھوڑی دیر بعد، اتفاق سے ہمارے ایک آدمی کی نظر ان مفروروں پر پڑ

گئی، تب سے اب تک وہ ان کے پیچھے ہے" یہاں تک بتا کر فارڈ خاموش ہو گیا۔

نقاب پوش سوچنے کے انداز میں سر ہلانے لگا "کچھ سوچنا پڑے گا۔ اوہ۔۔۔

یک منٹ" اچانک ہی باس چونک اُٹھا۔ کمرے میں ہلکی ہلکی سی آواز مسلسل گونج

رہی تھی۔ باس نے کرسی پیچھے دھکیلی اور اُٹھ کر اسی دروازے سے گزر کر اوجھل

ہو گیا جس طرف سے آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد نقاب پوش دوبارہ اندر داخل ہوا،

اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے کہا "سیکشن ون سے کال آئی تھی، فرار ہونیوالوں

کے ہیڈ کوارٹر کا پتا چل گیا ہے۔ اب وہاں ریڈ کرنے کی تیاری کی جا رہی ہے،

لیے تمام آدمی تیار ہو کر سیکشن ون روانہ ہو جائیں، ہری اَپ" باس

کہا اور پھر تیزی سے اُٹھ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جانے کے

تمام آدمی ایک کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر میں تمام لوگ بشمول صفدر

شکیل کے، ہتھیاروں سے مسلح ہو کر عمارت سے باہر نکل رہے تھے۔ احاطے

ایک بڑا سامنی ٹرک سٹارٹ کھڑا ہوا تھا۔ تمام لوگ مِنی ٹرک میں سوار ہو گئے

پھر ٹرک روانہ ہو گیا۔ ٹرک کے پچھلے حصے میں کافی بھیڑ تھی۔ جس کی وجہ سے

دوسرے کی شناخت مشکل ہو رہی تھی، اس کے علاوہ پچھلے حصے میں ہلکا

اندھیرا بھی تھا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک ٹرک رکا اور اسی لمحے ایک ساتھ کئی

ہوئے۔ شکیل بُری طرح چونک اٹھا۔ فائرنگ کے ساتھ ہی ایک بھاری آواز

"یہ اپنا آدمی نہیں تھا، اس لیے میں نے ہلاک کر دیا، ان الفاظ کے

عقبی حصے میں روشنی ہو گئی، کیپٹن شکیل نے صفدر کو تلاش کرنے

کے لیے گردن گھمائی اور اس کے ساتھ ہی اس کا دل دھک سے پھٹنے کو آیا۔ صفدر موجود نہیں تھا۔ تو کیا ہلاک ہونیوالا صفدر ہی تھا۔ آخری خیال کیپٹن شکیل کے ذہن میں آیا۔ اور اُسے سارا ماحول دُھندلا ہوتا محسوس ہونے لگا۔



بلیک زیرو نے عمران کے جاتے ہی تنویر کو کال کیا۔ "ایکسٹو"۔ اُس نے مخصوص ...رائی ہوئی آواز میں کہا۔ "یس سر! تنویر بول رہا ہوں"۔ تنویر نے مؤدبانہ لہجے ... کہا "تنویر! تمہارے سپرد ایک کام کر رہا ہوں۔ اس کے لیے تمہیں بھرپور محنت ...نا پڑے گی۔ کہو ہو سکے گا۔ بلیک زیرو نے نرم لہجے میں دریافت کیا۔ "یس سر! ...تنویر دنیا کا ہر کام کر سکتا ہے"۔ تنویر کے لہجے میں ہلکا سا فخر جھلک رہا تھا۔

"اوکے! تو پھر سنو"۔ بلیک زیرو نے حکمیہ لہجے میں کہا" ہوٹل پرلس کو جانتے ...!" "یس سر!" تنویر نے جواب دیا۔ "ہوٹل پرلس میں جاؤ لیکن ابھی نہیں، پورے ...ں گھنٹے کے بعد، ایک گھنٹہ گذرنے پر ہوٹل پرلس پہنچو اور ہال میں بیٹھ جاؤ۔ ...دیر بعد کمرہ نمبر ۲۰۳ میں پہنچنا، اور تین بار دروازے پر دستک دینا، دروازہ ...نے پر اندر داخل ہو جانا۔ جو آدمی ملے۔ اس سے وہی بات چیت کرنا شروع ...دور جو وہ شروع کرنے کے موڈ میں ہو۔ پھر جیسا وہ کہے ویسا ہی کرنا، یہ میرا ...ہے"۔ بلیک زیرو اتنا بتا کر خاموش ہو گیا۔ "لیکن سر! آپ نے پوری تفصیل ...ں بتائی"۔ تنویر نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ "دیکھو تنویر، جتنا میں نے ...ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ اگر ضروری ہوتا تو تفصیل بھی بتا دیتا اوکے،

اتنا کہہ کر بلیک زیرو نے جھٹکے سے ریسور نیچے رکھ دیا پھر وہ
اوور اینڈ آل "۔ اتنا کہہ کر بلیک زیرو نے جھٹکے سے ریسور نیچے رکھ دیا ، ایک ریوالور جیب
اُٹھا اور میک اپ روم میں گھس گیا ۔ اس نے میک اپ کیا ، ایک ریوالور جیب
میں رکھا ، اور پھر ٹیلی فون والے کمرے میں آیا ۔ اس نے کسی کے نمبر ڈائل کیے
اور ریسور اٹھالیا " ایکسٹو " ۔ اس نے مخصوص لہجے میں کہا " یس سر ! ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ
مینیجر سپیکنگ " دوسری طرف سے مودب آواز سنائی دی " چیف سے بات کرائیں
بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا " یس . . . یس سر ، ون منٹ ہولڈ سر " مینیجر
ایکسٹو کا سخت لہجہ محسوس کر کے بری طرح گھبرا گیا ۔ ٹھیک ایک منٹ بعد مینیجر کی آواز
دوبارہ سنائی دی " سر بات کریں " چند لمحوں بعد ریسور پر ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ
کے ہیڈ چیف کی آواز اُبھری " چیف آف ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ " دیکھتے مجھے
ایف لڑ کی ایک کاپی درکار ہے ۔ کیا مل سکتی ہے ؟ بلیک زیرو نے نرم لہجے
اپنا مدعا بیان کیا " دیکھیں جناب ! صدر یا سر سلطان کی اجازت کے بغیر میں
کا مقصد پورا نہیں کر سکتا ، اگر یہ ضروری ہے تو پہلے دونوں میں سے ا
کی اجازت حاصل کریں ، اور پھر مجھے بتائیں " چیف نے بگڑے ہوئے لہجے
جواب دیا ۔ کیا اتنا کافی نہیں کہ ایکسٹو آپ سے بات کر رہا ہے ، بلیک زیرو
انتہائی سخت لہجے میں کہا " میں کچھ نہیں جانتا پہلے اجازت نامہ دکھائیے
پھر اپنا مقصد پورا کیجئے " چیف نے بدستور بگڑے ہوئے لہجے میں جواب
بلیک زیرو نے صاف محسوس کیا چیف کی آواز میں ہلکی سی لڑکھڑاہٹ تھی ،
یہ اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی کہ چیف نے شراب پی رکھی ہے " او
اپنے آپکو ڈسچارج سمجھیں " بلیک زیرو نے وارننگ دی اور جھٹکے

ریسور کریڈل پر پٹخ دیا ۔ اس نے دوسرے ٹیلی فون کے ذریعے سر سلطان کو رنگ کیا ، چند لمحوں بعد رابطہ مل گیا " سر سلطان سپیکنگ " سر سلطان کی باوقار آواز سنائی دی " سر میں ہوں طاہر " بلیک زیرو نے جواب دیا " کیا بات ہے طاہر کوئی خاص کام ؟ سر سلطان نے سوالیہ انداز میں کہا " جی جناب ! ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ سے کمپیوٹر ایف لڑ کی کاپی درکار تھی وہاں فون کیا تو چیف نے توہین آمیز کلمات کہہ کر کاپی دینے سے انکار کر دیا ۔ اس نے شراب پی رکھی تھی ، میں نے اس کے ڈسچارج کے لیے وارننگ دے دی ہے " بلیک زیرو نے تفصیل سے بتایا ۔ دوسری طرف چند لمحے خاموشی چھائی رہی ۔ پھر سر سلطان کی آواز ابھری ۔

" اوکے اُسے ڈسچارج ہی سمجھو ، ایسے آفیسر ذمہ داری سے کوئی کام کرنے کے لائق نہیں ، تم کاپی کس طرح حاصل کرنا چاہتے ہو ، براہ راست یا کسی کے ذریعے " " میں خود لینے جاؤں گا ، یہ انتہائی ضروری ہے " " اوکے ، تم پہنچو ، میں ہدایات جاری کیے دیتا ہوں ، اوکے ، ، اوکے سر ، تھینکس " بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر ریسور رکھ دیا ، چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے ایک طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ، آدھ گھنٹے سے بھی کم وقفے میں وہ ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ پہنچ گیا ، مینیجر نے اس کا استقبال کیا اور پھر کمپیوٹر کی دو کاپیاں اُسے تھما دیں ، یہ دراصل کمپیوٹر کی تصویریں تھیں جو مختلف سائیڈوں سے اتاری گئی تھیں ، چیف کہاں ہے " ؟ " وہ تو سر ! ڈسچارج کر دیئے گئے ہیں " مینیجر نے جواب دیا ، اور بلیک زیرو سر ہلا کر باہر نکل گیا ۔ پھر وہ ایک سنگ تراش کے پاس پہنچا اور

اور اُسے دونوں کاپیاں دیکر تصویر کے مطابق پلاسٹک کا کمپیوٹر تیار کرنے کا حکم دیکر باہر نکل آیا۔ آرٹسٹ عمران کا دوست تھا۔ یہاں سے بلیک زیرو واپس پلٹا اور دانش منزل روانہ ہو گیا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی دور گیا تھا۔ کہ بُری طرح چونک اُٹھا۔ نیلے رنگ کی ایک کار اس کے قریب سے نکل کر ایک ذیلی کچی سڑک پر مڑ گئی تھی، جب کہ وہاں "راستہ بند ہے" کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ دوسری بات یہ تھی کہ کار میں ایک ایسی شخصیت موجود تھی جس کو بلیک زیرو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ وہ جوزف تھا۔ نیلی کار میں تین سے آدمی بھی تھے اور اس نے صاف دیکھا تھا کہ تینوں آدمی جوزف کی طرف ریوالور تانے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو نے تعاقب شروع کر دیا۔

تنویر ایکسٹو کی کال وصول کرتے ہی عمل کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اس نے اپنا لباس نکال کر پہنا۔ اور پھر اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اُس نے ایکسٹو سے یہ نہیں پوچھا تھا۔ کہ آیا اُسے میک اپ میں جانا چاہیئے۔ یا قدرتی حالت میں، پھر اس نے یہ خیال ذہن سے جھٹک دیا۔ اس نے ہلکا سا میک اپ کیا۔ اس طرح کہ قریبی دوست احباب اُسے پہچان بھی سکیں پھر اس نے ریوالور لیا اور فلیٹ سے باہر نکل آیا۔ باہر اس کی موٹر سائیکل موجود تھی۔ اس نے ٹنکی کی طرف سے اطمینان کیا اور پھر موٹر سائیکل آگے بڑھا دی۔ ہوٹل پرنس تک آدھ گھنٹے کا فاصلہ تھا۔ جو صفدر نے آہستہ روی سے طے کیا اور ٹھیک پون گھنٹے بعد اس کی موٹر سائیکل ہوٹل پرنس کے پارکنگ شیڈ میں کھڑی ہو رہی تھی۔ اُس نے موٹر سائیکل لاک کی اور پھر ہوٹل کے وسیع وعریض ہال میں داخل ہو گیا۔ ہال آدھے سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ اس نے کونے میں پڑی ایک میز کا انتخاب کیا۔ اور پھر وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ ایک گھنٹے کے وقفے میں ابھی مزید پانچ منٹ باقی تھے۔ لیکن وہ اُٹھا اور پھر سیڑھیوں کے ذریعے تیسرے فلور میں پہنچ گیا۔ جلد ہی اس نے مطلوبہ کمرہ تلاش کر لیا۔ اور پھر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ لیکن ابھی وہ دُور ہی تھا۔ کہ اچانک اسی کمرے کا دروازہ کھلا اور پھر لمبا تڑنگا آدمی حبشی شکل کا باہر نکلا۔ ایک لمحے کے لیے تنویر اسے پہچاننے سے قاصر رہا۔ مگر دوسرے ہی لمحے وہ حیران رہ گیا۔

دروازے ہی سے نمودار ہونے والا شخص جوزف تھا۔ جوزف اس کی طرف دیکھے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ تنویر کو شدید حیرانی ہو رہی تھی۔ کہ آخر جوزف یہاں کیا کر رہا تھا، پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک نئی بات آئی، کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں جس ملاقاتی سے ملنے جا رہا ہوں، وہ عمران ہو۔ لیکن پھر اس نے اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا۔ اور آگے بڑھ کر مطلوبہ کمرے کے دروازے پر دستک دینے لگا۔ چند لمحوں کے توقف کے بعد دروازہ کھلا اور دروازے پر ایک اجنبی کھڑا دکھائی دیا۔ "ایکسٹو" دروازہ کھولنے والے نے پوچھا۔ اور تنویر نے آہستہ سے گردن ہلا دی۔ اسے علم تھا کہ ایکسٹو کے حوالے سے اس کی شناخت کی گئی ہے۔ دروازہ کھولنے والا ایک طرف ہٹا اور تنویر اندر داخل ہو کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ اجنبی بھی دروازہ بند کرنے کے بعد اس کے مقابل آ بیٹھا۔ "میرا خیال ہے رسمی باتوں کی بجائے اصل موضوع کی طرف آنا چاہیئے" "ٹھیک خیال ہے" تنویر نے جواب دیا۔ "تفصیل یوں ہے کہ نیا کیس شروع ہو چکا ہے۔ اس کے لیے ایکسٹو نے ایک پروگرام ترتیب دیا ہے جس کے مطابق تمہارا کام یہ ہو گا کہ منگٹری ٹاؤن کی کوٹھی نمبر بارہ میں اپنا ہیڈ کوارٹر بناؤ اور چھوٹے موٹے جرائم پیشہ افراد کو نگاہوں میں رکھتے ہوئے۔ انہیں یہ بات باور کرانے کی کوشش کرو۔ کہ کمپیوٹر ایف لوڑ جارج کے پاس ہے" "لیکن آخر کس لیے" تنویر نے الجھے ہوئے لہجے میں دریافت کیا "یہ بات ایکسٹو زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے۔ اجنبی نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

اس کام کیلئے تمہیں آدمی فراہم کر دیئے جائیں گے۔ اس بات کا خیال رہے کہ تم اپنے گروہ کو مجرموں کا گروہ سمجھو گے۔ اور جرائم پیشہ افراد سے اپنا متعارف اس حیثیت سے کراؤ گے کہ تم اور تمہارا گروہ بھی جارج کے خلاف ہے اور اس سے کمپیوٹر ایف لوڑ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ او کے! اجنبی نے مزید بتایا، لیکن اگر کسی نے یہ دریافت کیا کہ جارج کے پاس کمپیوٹر ہے۔ تو اس کا ٹھکانہ کہاں ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ پاکیشیا سے فرار کیوں نہیں ہو جاتا" "تمہاری آخری بات کا فی الحال جواب نہیں دیا جا سکتا۔ یہ تمہیں خود معلوم ہو جائے گا۔ تمہاری پہلی بات کا جواب یہ ہے۔ کہ جارج کا ہیڈ کوارٹر دارالحکومت کے شمالی مضافات میں واقع ہے۔ اب میرا خیال ہے تمہیں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ لو کوٹھی نمبر ۱۲ کی چابی اور اپنا کام شروع کر دو" اجنبی نے ایک چابی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ تنویر نے خاموشی سے چابی لے لی اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ مصافحہ کر کے وہ کمرے سے نکل آیا۔ سیڑھیوں کے ذریعے وہ سیکنڈ فلور پر پہنچا۔ اور جونہی اسے کراس کرنے لگا۔ اسی وقت اس کے اٹھتے قدم رک گئے۔ اس کے دائیں طرف والے کمرے سے کچھ اس قسم کی آوازیں آ رہی تھیں جیسے اندر دو یا زیادہ افراد لڑائی میں مصروف ہوں۔ تنویر نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھوں میں پکڑ لیا اور پھر لات مار کر دروازہ

کھولا اور اُچھل کر اندر داخل ہو گیا۔

یہ دراصل کمرہ نہیں تھا۔ بلکہ ایک طویل راہداری تھی، راہداری کے درمیان اُس نے جوزف کو دو آدمیوں سے لڑتے دیکھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر دونوں آدمی جوزف کو چھوڑ کر دروازے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُسی لمحے جوزف ایک جھٹکے سے مڑا اور راہداری میں بھاگتا چلا گیا۔ جب تک دونوں آدمی جوزف کی طرف متوجہ ہوتے وہ موڑ مڑ کر اوجھل ہو چکا تھا۔ ایک آدمی نے پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالنے کی کوشش کی۔ مگر تنویر نے مہلت نہ دی۔ اس کے ریوالور نے شعلہ اُگلا اور جیب میں جانے والا ہاتھ خون سے بھرتا چلا گیا۔ زخمی کے مُنہ سے دردناک چیخ بلند ہوئی۔ اور وہ بے اختیار ہاتھ پکڑ کر کراہنے لگا۔ تنویر ان کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے اچانک دونوں کے سروں پر ہاتھ اور پستول کا دستہ دے مارا۔ دونوں آدمی فوراً ہی بیہوشی کی سرحد کو عبور کر گئے۔ تنویر تیزی سے راہداری کے سرے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ سرے پر پہنچ کر وہ دائیں طرف مڑ گیا۔ جوزف بھی اسی طرف گیا تھا۔ سامنے ایک کمرے کا دروازہ کھلا نظر آ رہا تھا۔ تنویر پھرتی سے اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ لیکن سامنے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ تنویر کھڑکی کے قریب پہنچ کر نیچے دیکھنے لگا۔ جوزف ہوٹل کی عقبی سمت ایک گلی میں بھاگا جا رہا تھا۔ اس وقت ایک نیلے رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے جوزف کی طرف بڑھی اور جوزف سے کچھ آگے جا کر ترچھی گلی میں کھڑی ہو گئی۔ پھر نیلی کار کے دروازے کھلے۔

اور اس میں تین ریوالور بردار باہر نکلے۔ تینوں مسلح آدمیوں نے ریوالور جوزف کی طرف کر لیے اور جوزف نے ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔ تنویر نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے اُلٹے قدموں واپس بھاگا۔ اسے اس سچویشن کے اصل محرک کا قطعاً کوئی علم نہیں تھا۔ بس فطری طور پر وہ اپنے ساتھی کی مدد کر رہا تھا۔ تنویر تیزی سے عقبی سیڑھیاں طے کرتا برآمدے کو پار کر گیا۔ اور پھر اُس نے جھٹکے سے عقبی دروازہ کھولا اور پھرتی سے باہر نکلا۔ اُسی لمحے زُوں کی آواز سے کوئی چیز اس کے سامنے سے گذرتی چلی گئی۔ تنویر جھٹکے سے رُکا۔ اور اس طرف دیکھا۔ نیلی کار انتہائی تیز رفتاری سے گلی میں بھاگی جا رہی تھی، حتیٰ کہ وہ ایک طرف مڑ گئی۔ تنویر اگر نہ رُکتا تو یقیناً کار تلے کچلا جاتا۔ اُس نے ریوالور جیب میں رکھا۔ اور پھر مین روڈ کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں پارکنگ ایریے میں اس کی موٹر سائیکل کھڑی تھی۔

وہ تین آدمی تھے، جو ہال کے درمیان بیٹھے انتہائی رازداری سے گفتگو میں مصروف تھے۔ "جارج! کیا تم اپنے مقصد کو پورا کر چکے ہو"۔ درمیانی کرسی پر بیٹھے ایک آدمی نے سامنے موجود آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "ہاں کسی حد تک!" سامنے والے آدمی نے جواب دیا۔

"کیا مطلب، میں سمجھا نہیں"۔ درمیانی کرسی والے نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ "ملٹری انٹیلی جنس میں داخل ہو کر میں نے کمپیوٹر کے بارے میں ضروری چھان بین کی، لیکن کوئی پتہ نہ لگ سکا۔ کیپٹن فیاض سے نادانستگی میں میری جھڑپ ہو گئی لیکن میں بچ کر نکل آیا۔ ایک دن اتفاق سے ایک پارٹی کے سرغنہ سے کمپیوٹر کی بات چیت چل پڑی تو اس کی زبانی معلوم ہوا، کہ کمپیوٹر ایف ٹو راجن نامی بین الاقوامی غنڈے کے پاس ہے۔ بہر حال اس سے زیادہ معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے۔ کہ راجن نامی شخص کے پاس ہماری مطلوبہ چیز موجود ہے، جارجن کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ یہ فی الحال علم میں نہیں آ سکا"۔ جارج نے تفصیل سے ساری بات بتائی۔ "کیا تم اس سرغنے سے دوبارہ ملاقات کر سکتے ہو"۔ پہلے آدمی نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔ "کیوں نہیں وہ روز اسی ہوٹل آتا ہے۔ شاید کچھ دیر بعد وہ آنے ہی والا ہے"۔ جارج نے

جواب دیا اور پہلا آدمی سر ہلانے لگا۔ چند لمحوں کے توقف کے بعد اس نے کہا!

"اگر اس آدمی نے واقعی درست کہا ہے۔ تو یہ ہماری انتہائی خوش قسمتی ہو گی"۔

"جناب! وہ سرغنہ آ چکا ہے"۔ جارج نے اچانک کہا اور پہلا آدمی چونک کر اس سمت دیکھنے لگا۔ جدھر جارج دیکھ رہا تھا۔ ایک طویل قامت، ڈبل ڈول رکھنے والا نوجوان آدمی انتہائی باوقار چال میں اسی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ مزید صرف ایک ہی آدمی تھا۔ جو اس کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ نوجوان کا چہرہ انتہائی باوقار تھا۔ چہرے پر چھوٹی چھوٹی ڈاڑھی، بڑی مونچھیں چہرے پر بھلی لگ رہی تھیں۔ نوجوان آہستہ آہستہ چلتا ان کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"ہیلو مسٹر جارج"۔ آنے والا نوجوان ایک خالی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ "ابھی آپ کے متعلق ہی باتیں ہو رہی تھیں مسٹر۔۔۔۔" "جان"۔ نوجوان نے جارج کا فقرہ مکمل کیا۔ "مسٹر جان! کل کی ملاقات میں ہماری بات چیت جس موضوع پر ہوئی تھی۔ وہ آپ کو یاد ہو گا"؟ جارج نے سوالیہ انداز میں کہا۔ "یقیناً۔۔۔ یقیناً لیکن اپنے باقی دوستوں کا تعارف نہیں کرایا"؟ جان نے دیگر دو آدمیوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "یہ مسٹر رینگل ہیں"۔ جارج نے پہلے آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ اور پھر دوسرے کا تعارف کرایا۔ "اور یہ مسٹر ساڈنی"۔ جان نے باری باری دونوں آدمیوں سے ہاتھ ملایا اور پھر راجن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "آپ مجھ سے کچھ پوچھ رہے تھے۔ مسٹر جارج"۔ "جی ہاں"، راجن نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "کل والے موضوع سے متعلق چند باتیں جاننا چاہ رہے تھے۔ آپ پوچھیے مسٹر رینگل"۔ جارج نے رینگل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "

"مسٹر جان! کیا آپ جارجن کا پتہ بتا سکتے ہیں!" رینکل نے جان سے پوچھا۔ "اوہ!
تو کیا آپ لوگ بھی کمپیوٹر کے حصول کیلئے کوشش کر رہے ہیں؟" جان نے
قدرے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔ "جی ہاں! بس یہ ہی سمجھ لیجئے۔" رینکل نے
لٹکے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ "تو پھر کیوں نہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ مل
جائیں اور مشترکہ طور پر کام کریں۔" جان نے تجویز پیش کی۔ "ایسا ہو تو سکتا ہے۔
لیکن میں اس شراکت کو قائم کرنے کا مجاز نہیں ہوں۔" رینکل نے آہستگی سے
جواب دیا۔

"تو گویا آپ کا بھی کوئی سربراہ ہے۔" جان نے پوچھا۔ "جی ہاں! شراکت کے
لیے باس کی مرضی ضروری ہے۔" "تو پھر آپ کسی طرح اپنے باس سے رابطہ قائم کریں
اور میرے متعلق بتائیں۔ میں تمام ضروری معلومات سے انہیں آگاہ کر دوں گا۔
بات اصل میں یہ ہے کہ میرا گروہ بہت محدود ہے، میں بھی کسی کے لیے کام کر رہا
ہوں۔ پس منظر میں آپ کے باس کو بتا دوں گا، کہ میں کیوں شراکت کرنا چاہتا ہوں۔"
"کیا ایسا ممکن ہے؟" جان نے تفصیل سے بتانے کے بعد رینکل سے پوچھا۔
رینکل نے چند لمحوں تک کچھ سوچا، اور پھر جواب دیا۔ "آپ مجھے کچھ مہلت دیں، تاکہ
باس سے براہ راست اس سلسلے میں مشورہ حاصل کر سکوں، آپ کل اسی وقت یہاں
آجائیں۔ میں آپ کو آگاہ کر دوں گا۔" رینکل خاموش ہو گیا۔ "پھر آپ ایسا کریں کہ
میرے ساتھ اپنا کوئی آدمی بھیج دیں۔ وہ میرا ٹھکانہ وغیرہ دیکھ آئے، تاکہ آپ پر
یہ بات واضح ہو جائے کہ میں دھوکہ دہی نہیں کر رہا۔" جان نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"ارے نہیں نہیں مسٹر جان ہم بھلا ایسا کیوں سوچیں گے۔" رینکل نے تیزی سے کہا۔

...سرے آدمی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "ساڈنی تم ان کے ساتھ جاؤ اور
... معلومات حاصل کر کے اسی جگہ آجاؤ۔" ساڈنی خاموشی سے اٹھ کھڑا
...نے سب کو بائی کہا اور ساڈنی اور اپنے آدمی کے ساتھ ہال سے
...۔ باہر آکر وہ رک گیا اور پھر ساڈنی وغیرہ سے مخاطب ہو کر بولا۔
... ٹھہرو۔ میں ہیڈ کوارٹر فون کر کے ابھی آتا ہوں اوکے!" یہ کہتے
...سے اپنے آدمی کو آنکھ ماری۔ ساڈنی اس کی اس حرکت کو نوٹ
...تیزی سے ایک میڈیکل سٹور کی طرف بڑھ گیا۔ دکان کے مالک سے
...تے کسی کے نمبر ڈائیل کیے۔ اور پھر فون کر کے دکان سے
...ں بعد وہ تینوں ٹیکسی میں بیٹھے ایک طرف چلے جا رہے تھے۔
... اور راجن اپنی جگہ سے اٹھ کر کمروں کی طرف چلے جا رہے تھے۔ رینکل
... کا دروازہ بند کر کے جونہی مڑا، ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔
... الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی، اور پھر اسمیں سے
...ٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔ "ہیلو رینکل اسٹینڈنگ یور کال۔"
... دوسری طرف سے آواز ابھری "نمبر ٹو مسٹر رینکل، ہمارے آدمی نے
...ہے کہ ہمارے ہیڈ کوارٹر پر حملہ ہونے والا ہے۔ آپ فوراً پہنچیے۔"
... اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ رینکل نے افراتفری کے
...ٹر الماری میں رکھ کر الماری کو تالا لگایا، اور پھر کمرے کو لاک کر کے
...وازے پر دستک دینے لگا۔ فوراً دروازہ کھلا اور راجن کا چہرہ دکھائی
... ہو جاؤ۔ ہیڈ کوارٹر خطرے میں ہے۔" اسی لمحے اسے ساڈنی واپس آتا دکھائی دیا۔

روم نمبر ۲۰۳ میں جیسے ہی تنویر کمرے سے باہر نکلا، اجنبی نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔ اس کے ہونٹوں پر عجیب سی پراسرار قسم رینگ رہی تھی۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور اسی لمحے زوں زوں کی دینے لگی۔ اس نے دراز میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر بٹن آن کر دیا۔ "یس "نمبر ٹو سپیکنگ سر"۔ دوسری طرف سے مؤدب آواز آئی۔ "یس! رپورٹ باس نے سخت لہجے میں دریافت کیا۔ "سر! نمبر سکس، نمبر سیون اور اپنے فرائض تسلی بخش طور پر انجام دے رہے ہیں۔ نمبر تھری اینڈ فور تا حال کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اوور"۔ نمبر ٹو نے تفصیل "ہوں، ڈپلی کیٹ ہو رہی ہے۔ یا۔۔۔۔"۔ "یس سر! تیار ہے اوکے، تم آدھ گھنٹے تک مجھے پہنچا دو۔ باقی نمبرز میں بھی کام دیگر تفصیلات طے کر لیں گے۔ اوور"۔ "اوکے سر، میں پہنچ رہا ہوں۔ اوور" کہاں پہنچ رہے ہو، ہائیں"۔ "سر! آپ کے پاس اور کہاں۔ اوور"۔ سے حیرت زدہ لہجے میں کہا گیا۔ "وہاں جہاں۔۔۔۔ ابے کہاں" احمقانہ آواز ابھری۔ "پلیز عمران صاحب! میں کچھ پوچھنا چاہ رہا تھا جو درحقیقت بلیک زیرو تھا نے خوش آمدانہ لہجے میں کہا "پوچھو"

ن نے فراخدلی کا مظاہرہ کیا۔ "جناب! آئندہ کا لائحہ عمل کیا ہوگا تو کچھ نہیں" سنو، بات چیت انہی نمبروں کے ذریعے ہوا کرے گی۔ اوکے"۔ عمران نے سنجیدہ میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے دراز میں رکھ دیا۔ اسی لمحے زوں زوں واز دوبارہ آنے لگی۔ اس دفعہ عمران نے ٹرانسمیٹر واچ کا بٹن آن کیا۔ "یس" کو علم تھا کہ اس کا ہی ساتھی ہے۔ "عمران صاحب! میں بول رہا ہوں" دوسری طرف سے خاور کی آواز سنائی دی۔ "کہو خاور! کچھ کامیابی ہوئی کافی حد تک! مجرموں کی طرف سے ایک کلیو ملا ہے۔ لیکن تنویر اس بات نہیں ہو رہا کہ آپ کے منصوبے کے مطابق عمل کیا جائے۔ وہ اپنے طور کچھ ترمیمات کرنا چاہتا ہے۔ اوور"۔ خاور نے صورت حال کی وضاحت اسے کہو کہ جیسا وہ چاہتا ہے کرے۔ لیکن اس بات کا خیال رہے ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ اور اگر ایسا ہوا تو وہ خود ذمہ دار ہوگا۔ اور رپورٹ اوور"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور خاور رپورٹ بتانے لگا۔ صاحب اس بات کی اجازت ہے کہ ہم دونوں اپنے طور پر کام کریں اوور" نے آخر میں اجازت طلب لہجے میں کہا اور عمران نے اسے اجازت دیکر منقطع کر دیا۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن بند کرنے کے بعد عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس ے سے باہر آ کر دروازے کو تالا لگایا۔ اور پھر ہوٹل سے نکل آیا۔ اس کی اپنی ٹو سیٹر کھڑی تھی۔ وہ کار میں بیٹھ گیا۔ اور اسی طرح بیٹھا رہا۔ بلیک زیرو کا انتظار تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسے بلیک زیرو میک اپ میں کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ عمران نے کار اسٹارٹ کی اور آہستہ روی سے چلاتا

ہوا بلیک زیرو کے قریب پہنچ کر رُک گیا۔ بلیک زیرو نے چونک کر
کی سمت دیکھا اور پھر عمران کی کار پہچان کر، دروازہ کھول لیا۔ بلیک زیرو عم
کے برابر بیٹھ گیا، اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔" بلیک زیرو
کمپیوٹر"، عمران نے پوچھا "جی جناب، یہ لیں"۔ بلیک زیرو نے جیب سے
نکالتے ہوئے کہا۔ اور پھر کمپیوٹر عمران کے حوالے کر دیا۔ عمران نے کمپیوٹر
میں ڈالتے ہوئے کہا "حالات ابھی تک ویسے نہیں ہوئے جیسے کہ ہمیں
تھی۔ اب منصوبے میں تھوڑی سی ترمیم کر کے عمل کرنا پڑے گا۔ ممبران کو
پوزیشنیں تبدیل کرنا پڑیگی، ہاں یہ بتاؤ، صفدر اور شکیل کی طرف سے
ملی یا نہیں"، عمران نے آخر میں پوچھا۔ "جی نہیں، دونوں میں سے کسی نے
رابطہ قائم نہیں کیا۔ مجھے خود حیرت ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا اور
توقف کے بعد مزید کہا۔ "عمران صاحب، کمپیوٹر کے ڈپلی کیٹ کی تیاری
میں واپس آ رہا تھا کہ اچانک مجھے جوزف . . . . "۔ "چھوڑو"، بعد میں
گے۔ پہلے سامنے دیکھ لو"، عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کار رو
بلیک زیرو نے چونک کر سامنے دیکھا وہ ایک کوٹھی کے سامنے رُک گ
کوٹھی دیگر عمارتوں سے قدرے ہٹ کر بنی ہوئی تھی۔ عمران نے کار کا انجن
اور پھر دونوں کار میں سے اتر کر گیٹ کی طرف بڑھے۔ عمران نے گیٹ د
وہ کھلتا چلا گیا۔ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ کمپاؤنڈ میں کوئی نہیں تھا۔
کمروں کی طرف بڑھے۔ تمام کمرے خالی تھے۔ اچانک عمران کی نظر میز پر
کاغذ کی طرف مرکوز ہو گئی۔ عمران نے لپک کر کاغذ اٹھایا اور پھر کھول کر پڑھنے

خاور کی طرف سے تحریر موجود تھی۔ "عمران صاحب! ہم لوگ یعنی میں، تنویر اور
چوہان مجرموں کے ساتھ جا رہے ہیں۔ دوست کی حیثیت سے، تاکہ ان کی
مدد کر سکیں۔ کیونکہ وہ کسی مشکل میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ ہمارے لیے مجرموں کا
اعتماد حاصل کرنے کا بہترین موقع ہے۔ آپ اگر مزید معلومات چاہیں تو میز کی
دراز میں زیرو ون ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ اس کے ذریعے ہم سے رابطہ قائم
کر سکتے ہیں۔

اس کاغذ پر مخصوص فریکوئنسی تحریر ہے۔ ہم ٹرانسمیٹر کے ذریعے صورت حال
سے آگاہ کرتے رہیں گے۔ خاور"۔ تحریر پڑھ کر عمران نے کاغذ کو جیب میں
رکھ لیا۔ بلیک زیرو بھی تحریر پڑھ چکا تھا۔" پہلے ٹرانسمیٹر قبضہ میں کرنا چاہیے
عمران نے کہا اور پھر دراز کھول کر ٹرانسمیٹر نکال لیا، دونوں دوبارہ باہر آ گئے
اور پھر کار میں بیٹھ گئے "بلیک زیرو تم فریکوئنسی سیٹ کرو۔ پھر کسی طرف چ
گے" بلیک زیرو نے کاغذ پر لکھی فریکوئنسی یاد کی، اور پھر فریکوئنسی کا ڈائل گ
لگا۔ فریکوئنسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔
"ہیلو، عمران سپیکنگ اوور"۔ یس خاور اٹنڈنگ اوور"۔ دوسری طرف
خاور کی آواز ابھری، "خاور، کیا پوزیشن ہے"؟ "نارمل! ہم مجرموں میں ش
ہو کر ایک بڑی سی عمارت میں پہنچ گئے ہیں۔ اور اب ایک مخصوص کمرے میں
چیت کر رہے ہیں، اوور"۔ "اوکے تم ایسا کرو۔ راستہ سمجھاتے جاؤ، ہم
وہیں آ رہے ہیں۔ اوور"۔ "میں سمجھ گیا ہوں۔ عمران صاحب! اوور"۔ "ا
آل" یہ کہہ کر عمران نے ٹرانسمیٹر کو ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔ خاور کی آواز آر
جس میں وہ عمران کو راستہ سمجھاتا جاتا تھا۔ عمران کار کو مطلوبہ راستوں پر دوڑ

لگا۔ تب عمران نے ٹرانسمیٹر دوبارہ اٹھا لیا۔ "خاور یہ بتاؤ، تم مجرموں میں کس طرح
شامل ہوئے"۔ عمران نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

تنویر اور چوہان کی ملاقات اتفاقی طور پر مطلوبہ آدمیوں سے ہو گئی۔ تنویر نے
ان میں شامل ہونے کی پیش کش کی اور اپنے آپ کو بھی کمپیوٹر کی تلاش
میں شمار کیا۔ بہرحال تجزیہ کافی حد تک مان لی گئی۔ پھر تنویر ان کے ایک آدمی
کو ساتھ لے گیا تاکہ اپنا ٹھکانہ دکھا سکے۔ پوائنٹ پر پہنچ کر اس آدمی کو جس کا
نام ساڈنی تھا قید کر لیا گیا۔ اور کیپٹن نعمانی اس کے بھیس میں دوبارہ ساڈنی
کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔ تاہم ابھی تک کسی قسم کی کوئی اطلاع نہیں
آئی۔ اس کی طرف سے اوور"۔ خاور نے پوری تفصیل سے بتایا۔ عمران مطمئن انداز
میں سر ہلانے لگا۔ پھر بولا "ہم تمہاری بیان کردہ جگہ سے کافی حد تک قریب
ہو گئے ہیں۔ اوور"۔ "اوکے، آپ فوراً ......" اس سے پہلے کہ خاور کی
بات مکمل ہوتی، اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک دوسری آواز گونجی، "ہاتھ اوپر اٹھا لو۔
دونوں ورنہ" اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ عمران شدت سے چونک اٹھا
"اوہ بلیک زیرو شاید وہ پکڑے گئے ہیں"۔ "جی ہاں، اب کیا کیا جائے"۔ بلیک زیرو
کے لہجے میں بھی پریشانی تھی۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس
کی بجائے اس نے کار کی رفتار یکدم بڑھا دی۔ اس وقت وہ ایک سنسان علاقے سے گذر
رہے تھے کچی سڑک کے ایک طرف پہاڑی سلسلہ دکھائی دے رہا تھا دوسری طرف کھیت لہرا رہے تھے اچانک
انہیں گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اسی وقت کار کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور کار چلتے چلتے اچانک رک گئی
پھر تو یوں لگا جیسے کار پر گولیوں کی نہ ختم ہونے والی بارش شروع ہو گئی ہو، ساتھ ہی دو بھیانک چیخیں

تھارڈ کے ہال سے نکلتے ہی باس نے ایک بٹن دبا دیا، زوں زوں کی آواز دھیرے دھیرے گونجنے لگی، جو چند لمحوں بعد ایک واضح انسانی آواز میں بدل گئی "یس، ریڈ فرام وِسں اینڈ" "چیف آف مشن سپیکنگ"۔ باس نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیا "یس باس!" دوسری طرف سے آنے والی آواز یکدم مؤدب سنائی دی "ہوٹل پرلس میں اپنا نام بھیج چکا ہوں۔ روم نمبر ایٹی وَن اس کے تصرف میں ہے۔ اس سے ملاقات کرو، بات چیت وہ خود ہی شروع کرے گا۔ اوور اینڈ آل" باس نے جھٹکے سے بات ختم کی، اور پھر پہلے والا بٹن آف کر دیا۔ اس کے بعد وہ اٹھا اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری میں سے ٹرانسمیٹر نکالا، اور دوبارہ اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔ چند لمحوں بعد اُس نے کسی کی فریکوئنسی سیٹ کی۔ جلد ہی سلسلہ مل گیا۔ اُس نے ٹرانسمیٹر منہ سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا "باس سپیکنگ" "یس سر۔ میلڈی سپیکنگ فرام پوائنٹ ٹو اوور" دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی "تمہارے ذمے جو کام لگایا گیا تھا، وہ کس حد تک پہنچا ہے۔ اوور" باس نے سخت لہجے میں پوچھا "جناب! ابھی میں دیگر مصروفیات کی بنا پر کام نہیں کر سکا جس کی معافی چاہتا ہوں۔ ویسے بھی کام انتہائی خطرناک ہے۔ اوور۔" دوسری طرف سے میلڈی نے جواب دیا۔ "میلڈی ابھی تم نئے آئے ہو، اس لیے معاف کرتا ہوں۔ آئندہ میں یہ بات برداشت نہیں کروں گا، کہ میرے آدمی بزدلی کا

مظاہرہ کریں سمجھے؟" باس نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ "یہ۔ یس یس سر، یس سر" دوسری طرف سے میلڈی ہکلانے لگا۔

"اوکے، اوکے۔ اب اپنا کام شروع کر دو۔ جتنی جلد ہو سکے۔ ناکامی کا لفظ سننا پسند نہیں کروں گا۔ اوور اینڈ آل" باس نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے دوبارہ الماری میں رکھ دیا۔ پھر چند لمحوں تک وہ کچھ سوچتا رہا۔ اور اچانک ہی وہ چونک اٹھا اُس نے پھرتی سے ٹرانسمیٹر دوبارہ نکالا۔ اور پھر فریکوئنسی سیٹ کر کے تیزی سے کہا۔ باس سپیکنگ" "یس، تھارڈ سپیکنگ" دوسری طرف سے آواز آئی "ریڈ کا پروگرام فی الحال ملتوی کرا دو۔ باس نے تیزی سے حکم دیا۔ "لیکن باس۔۔۔؟" "جو میں کہہ رہا ہوں۔ صرف اُسی پر عمل کرو۔ تمام آدمی فوراً واپس لے آؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ کام سدھرنے کی بجائے مزید ٹیڑھا ہو۔ اوکے" "اوکے سر" تھارڈ نے جواب دیا۔ اور باس نے ٹرانسمیٹر دوبارہ الماری میں رکھ دیا۔ پون گھنٹے بعد سامنے کی دیوار پر لگے اسپیکر میں سے آواز آئی "باس ریکارڈ روم کی فائل مکمل ہو گئی ہے۔ کیا پیش کریں؟" باس نے ایک اور بٹن دباتے ہوئے جواب میں کہا۔ نہیں فی الحال اُسے اپنی حفاظت میں رکھو۔ بعد میں پڑھ لوں گا۔" "اوکے سر" اس کے ساتھ ہی آواز آنا ختم ہو گئی۔ باس بدستور کسی سوچ میں گم تھا۔

جوزف رانا ہاؤس سے نکل کر ایک ٹیکسی میں بیٹھا۔ "کسی بھی اچھی بار میں لے چلو"۔ جوزف نے جواب دیا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔ پاکیشیا اسلامی ریاست تھی۔ اس لیے خاص طور پر ملک میں کوئی بار کا کاروبار نہیں کرتا تھا۔ لیکن دارالحکومت اور چند دیگر بڑے شہروں میں ہلکی شراب کیلئے لائسنس دیئے جاتے تھے۔ اور اس طرح شراب کے رسیا اپنا غم غلط کر لیتے تھے۔ جوزف اس وقت عمران کے متعلق سوچ رہا تھا۔ رانا ہاؤس میں اس کی طرف سے ہدایت ملی تھی۔ کہ ہوٹل پرنس میں عمران سے ملاقات کرے۔ ملاقات کرنے میں ابھی کافی وقت تھا۔ اس لیے جوزف نے یہ وقت کسی بار میں شراب پی کر گزارنے کا فیصلہ کیا۔ ٹیکسی نے اُسے ایک ہوٹل کے سامنے اُتار دیا۔ اور جوزف ہال میں داخل ہو گیا۔ کافی دیر بعد وہ باہر نکلا اور ہوٹل پرنس پہنچ گیا۔ مطلوبہ کمرے پر دستک دینے پر ایک اجنبی نے دروازہ کھولا۔ "اوہ۔۔۔ معاف کیجیے۔ مجھ سے غلطی ہو گئی، شاید میں نمبر بھول گیا ہوں"۔ جوزف نے اجنبی کو دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ اور پھر جانے کے لیے مڑا۔ "ابے جاتا کدھر ہے کوّے کے انڈے ادھر مر۔۔۔" "اوہ، اوہ۔۔۔ باس تم، میں تو سمجھا تھا۔۔۔" جوزف تیزی سے عمران کی طرف پلٹا۔ اور پھر اچانک عمران کو اٹھا کر کمرے میں ناچنے لگا۔ "ادھے کا پٹھے، ابے۔۔۔ ابے او۔۔۔ چھوڑ مجھے، یہ کیا بدتمیزی ہے"۔

عمران نے بوکھلا کر غصے میں کہا اور جوزف چکر کاٹتے کاٹتے یکدم رُکا۔ اور عمران کو چھوڑ دیا۔ عمران نے ہلکی سی دھپ اس کے رسید کی۔ اور جوزف کھڑے کھڑے لہرا کر نیچے آ رہا۔ زیادہ چکروں کی وجہ سے اس کا بیلنس خراب ہو گیا تھا۔ اور نتیجے میں فرش چاٹ رہا تھا۔ "اُٹھ بے۔۔۔ اُٹھ شاباش"۔ عمران نے پچکارتے ہوئے کہا۔ لیکن جوزف ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔ بالآخر عمران نے ایک جھٹکے سے اُسے اُٹھایا اور پھر صوفے پر دھکیل دیا۔ جوزف سنبھل کر بیٹھ گیا۔ "دیکھ بے"۔ عمران نے سنجیدگی کے ساتھ اُسے مخاطب کیا۔ "تجھے شکایت تھی۔ نہ کہ تجھے کوئی کام نہیں سونپا جاتا۔۔۔ ہائیں"۔ عمران نے آخر میں سوالیہ انداز میں آنکھیں مٹکائیں۔ جوزف نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔ لیکن اس کی نظریں ایک طرف گڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے اس کی نظروں کے تعاقب میں اس کی طرف دیکھا۔ کارنس پر شراب کی ایک بوتل دھری ہوئی تھی۔ اور جوزف اُس کے لیے مراقبہ میں مصروف تھا۔ "ہاں تو"۔ عمران نے کہنا شروع کیا۔ "پرائنٹ زیرو کی کوٹھی سنبھال لو، ہم عنقریب وہاں منتقل ہو رہے ہیں"۔ عمران نے آخر میں پوچھا۔ "صرف ایک گھونٹ۔۔۔" جوزف نے مراقبے کے عالم میں کہا۔ عمران نے اچانک قریبی پڑی تپائی اٹھائی۔ اور تان کر شراب کی بوتل پر دے ماری۔ ایک چھناکے سے بوتل ٹوٹ گئی۔ اور جوزف کو گویا ہوش آ گیا۔ "اوہ سوری باس! ہاں تو میں کیا سن رہا تھا"۔ جوزف نے دماغ پر زور ڈالتے ہوئے کہا۔ عمران نے اپنی بات دوبارہ دہرا دی۔ مزید کچھ تفصیلات بھی بتائیں اور جوزف کو جانے کا حکم دیا۔ جوزف اُٹھ کھڑا ہوا۔ بجائے دروازے کی طرف بڑھنے کے وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اُس جگہ پہنچا جہاں شراب ٹوٹی بوتل میں سے بہہ کر فرش پر گری پڑی

تھی جوزف جھکا انگلی سے شراب کو چھوا۔ انگلی منہ میں ڈال کر چوسنے لگا۔ پھر اس نے سینے پر صلیب کا نشان بنایا۔ اور دروازے سے باہر نکلتے ہوئے بڑبڑایا۔ "گاڈ مغفرت کرے"۔ یہ کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔ اُسے شدید افسوس تھا شراب ضائع ہو جانے کا۔ وہ سوچ میں گم راہداری میں آگے بڑھا جا رہا تھا کہ اچانک ایک کمرے سے اُسے ٹرانسمیٹر کی سی آوازیں سنائی دیں۔ وہ چونکنا ہو گیا۔ اس وقت وہ دوسری منزل پر تھا۔ راہداری سنسان پڑی تھی۔ اس نے دروازے سے کان لگا دیئے۔ ٹرانسمیٹر کی سی آوازیں آنی بند ہو گئیں۔ اُسی لمحے ایک منمناتی سی آواز جوزف کے کانوں سے ٹکرائی" باس نے ریڈ کرنے کے لیے ٹیم بھیج دی ہے۔ اور شاید کسی بھی وقت ہمیں بھی باس کی کال آ سکتی ہے۔ تمہیں بلانے کا مقصد یہ تھا کہ باس کی طرف سے ہدایت ملی ہے کہ تم پاکیشیا کے وزیر داخلہ سر سلطان کو اغوا کرو، کیا تم سر سلطان کو جانتے ہو"؛ پہلی آواز نے آخر میں سوالیہ انداز اختیار کیا۔" میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ آپ کوئی بھی کسی قسم کی بھی فکر کرنے کی ضرورت محسوس نہ کریں۔ اور تفصیلات سے مجھے آگاہ کریں۔ دوسری آواز نے قدرے تفاخر کے ساتھ کہا۔ پھر پہلی آواز دوبارہ گونجی، تم الیاکز و مونٹی اور راجر کو اپنے کام سے آگاہ کرو۔ وہ تمہیں ہر قسم کی امداد دیں گے۔ اوکے، اوکے سر! میں ابھی ملتا ہوں"۔ وہ ساتھ والے کمرے میں ہیں۔ پہلی آواز نے بتایا۔ جوزف یہ خیال کر رہا تھا۔ کہ اس کمرے میں بھی کوئی دروازہ ضرور رہا ہوگا۔ جس کی مدد سے ساتھ والے کمرے میں جایا جا سکتا ہوگا۔ جیسے عمران کے کمرے کا نقشہ تھا۔ اچانک۔۔۔۔ ہی دروازہ کھلا اور جوزف جو دروازے سے لگا کھڑا تھا۔ اندر کی طرف لڑکھڑا گیا۔ اس غیر متوقع صورت

ل نے اُسے بُری طرح بوکھلا دیا۔ وہ تیزی سے سنبھل کر سیدھا ہوا۔ اور دروازے ے نکلنے والے آدمی کے پیٹ میں زوردار لات رسید کی۔ لات کھانے والا اس رتِ حال سے بُری طرح نروس ہو رہا تھا۔ چنانچہ پیٹ اس کا آگ کا انگارہ بن گیا۔ ر وہ بے اختیار پیٹ دونوں ہاتھوں سے پکڑے فرش پر گرتا چلا گیا۔ جوزف ے پھرتی سے چھلانگ لگائی اور کمرے سے نکل بھاگا۔ دوسرا آدمی ریوالور نکال ی رہا تھا کہ جوزف نے تاڑ لیا اور تیزی سے راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔ اُسی لمحے ک فائر ہوا اور گولی اس کے بازو کی جلد اُدھیڑتی ہوئی گزر گئی۔ جوزف نے رد بھری سسکاری کو منہ میں ہی روک لیا۔ اور پھر تیزی سے موڑ مڑ گیا۔ ابھی ہ کچھ دور ہی گیا تھا۔ کہ اچانک بائیں جانب سے دو آدمی نکلے، ایک نے جوزف ی ٹانگوں میں ٹانگ پھنسائی اور جوزف منہ کے بل فرش پر آیا۔ لیکن گرتے ہی اس نے تیزی سے اُسی رُخ قلابازی کھائی اور پھر جھٹکے سے سیدھا ہو گیا اُسی لمحے ایک نے اس پر چھلانگ لگائی۔ جوزف نے بجائے سامنے سے ہٹنے کے اچانک اُچھل کر دونوں گھٹنے آنے والے کے منہ پر مارے، اس آدمی کی بُری طرح چیخیں نکل گئیں۔ اس نے گرتے وقت اپنا منہ ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ اُسی لمحے جوزف بُری طرح لڑکھڑایا اور سنبھلنے کے باوجود فرش پر گرتا چلا گیا۔

عین اُسی لمحے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی، دونوں آدمی جوزف کو چھوڑ کر پھرتی سے اس طرف متوجہ ہوئے۔ جوزف تیزی سے اٹھا اور پھر راہداری میں بھاگتا چلا گیا۔ ایک آدمی نے پھرتی سے ریوالور نکالا، لیکن اُسی لمحے ایک فائر ہوا اور ریوالور اُچھل کر فرش پر آ رہا۔ اُدھر جوزف ایک کمرہ تلاش کر کے کھلی کھڑکی کے پاس جا پہنچا۔ اُس نے پھرتی سے نیچے کا جائزہ لیا۔ کھڑکی کے ساتھ ساتھ ایک پائپ نیچے ایک گلی تک چلا گیا تھا۔ جوزف نے تیزی سے پائپ کے ذریعے نیچے اترنا شروع کر دیا۔ جلد ہی وہ نیچے جا پہنچا۔ پھر جیسے ہی اُس نے قدم آگے بڑھائے، اُسی لمحے ایک نیلی کار تیزی سے اس کے قریب پہنچی، اور اس میں سے تین آدمیوں نے باہر نکل کر جوزف کو کور کر لیا۔ مجبوراً جوزف کو ہاتھ اُٹھانے پڑے۔ "چلو کار میں بیٹھو" ایک نے پچھلی طرف کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور جوزف خاموشی سے بیٹھ گیا۔ ایک ریوالور بردار ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جبکہ باقی دو جوزف کے دائیں بائیں کار جھٹکے سے سٹارٹ ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ "مجھے کیوں پکڑا گیا ہے" جوزف نے اطمینان سے سیٹ پر پھیلتے ہوئے کہا

ساتھ ساتھ وہ کنکھیوں سے دونوں کا جائزہ لیتا جا رہا تھا۔ "خاموشی سے بیٹھے رہو۔ زیادہ بات کرنے کی کوشش مت کرو، ایک آدمی نے کرخت لہجے میں کہا۔ "جیسے تمہاری مرضی مشٹنڈے"۔ جوزف نے اسی اطمینان سے کہا، اور جواب میں اُسی آدمی کا پارہ چڑھ گیا۔ "یہ مشٹنڈا کس کو کہا ہے تم نے"، اس نے ریوالور جوزف کی کنپٹی پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا تم غنڈے نہیں ہو؟" جوزف نے الٹا سوال داغ دیا۔ "ہاں تو پھر"۔ "عجیب زمانہ آگیا ہے، غنڈے اپنے آپ کو مشٹنڈے کہلوانا بھی پسند نہیں کرتے شریف مشٹنڈے بگتے ہو"؟ "بکواس مت کرو کتے"، اس آدمی کا پارہ مزید چڑھ گیا۔ جوزف بالکل عمران کے سے انداز میں گفتگو کر رہا تھا۔ جوزف نے خاموشی اختیار کر لی، ساتھ ہی اس نے دیکھا۔ کار ایک کچے راستے پر مڑ گئی تھی۔ تھوڑی دور جا کر اچانک ڈرائیور نے سرسری لہجے میں کہا۔ "ہمارا تعاقب ہو رہا ہے"۔ "...". "مشٹنڈے کے منہ سے نکلا۔ "کار اسی رفتار سے چلاتے رہو۔ موڑ مڑتے ہی رک جانا" اس نے مزید کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا، جوزف پہلے ہی پچھلی کار میں بلیک زیرو کو دیکھ چکا تھا۔ کار موڑ مڑتے ہی جھٹکے سے رک گئی، ڈرائیور اور پچھلی طرف سے ایک آدمی باہر نکلے پھر جیسے ہی بلیک زیرو کی کار موڑ پر نمودار ہوئی، دونوں نے بیک وقت دو فائر کئے بلیک زیرو کی کار کے دونوں ٹائر دھماکے سے پنکچر ہوتے چلے گئے۔ بلیک زیرو نے پھرتی سے مخالف سمت کا دروازہ کھول کر چھلانگ لگا دی اور جھاڑیوں میں ڈبک کر اپنا ریوالور نکال لیا۔ دونوں آدمی فائر کرتے ہی پھرتی سے دوبارہ کار میں بیٹھ گئے،

اور جھٹکے سے آگے بڑھتی ہی چلی گئی۔ بلیک زیرو نے اس کے ٹائروں پر فائر کیے لیکن بے سود، کار گرد و غبار میں غائب ہو گئی۔ اُدھر اچانک جوزف کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی، مشٹنڈے نے ریوالور کا دستہ اس کے سر پر دے مارا تھا۔ جوزف تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا، کافی دیر جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ ایک کرسی کے ساتھ بندھا پڑا تھا۔ کمرے میں ہلکی سی تاریکی تھی، اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک سایہ دبے پاؤں اندر داخل ہوا۔ جوزف توجہ سے اُس کی طرف دیکھنے لگا۔ سایہ دبے پاؤں جوزف سے قریب تر آتا چلا گیا۔ اچانک اُس نے جوزف کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشی کی "بے فکر رہو ابھی کھولتا ہوں"۔ یہ کہہ کر سایہ تیزی سے جوزف کو کھولنے لگا۔ بندشیں کھلتے ہی جوزف اُٹھ کھڑا ہوا۔ "تم یہاں کیسے صفدر۔ ۔ ۔ ۔" جوزف نے پوچھا۔ صفدر نے جواب میں ساری کہانی بیان کردی، اور آخر میں کہا "کیپٹن شکیل ان لوگوں کے ہمراہ گیا ہے۔ میں اس لیے نہیں گیا۔ میرا خیال تھا کہ یہاں مجرموں سے متعلق کوئی فائل ڈھونڈ دوں لیکن ابھی میں نے کام کا آغاز کیا ہی تھا کہ تمہیں بے ہوشی کی حالت میں دیکھا اور یوں میں تمہارے پاس پہنچ گیا۔ ۔ ۔" "اب تم مستقل طور پر اس کے ساتھ ہی رہو گے۔" اچانک دروازے کی طرف سے آواز سنائی دی اور ساتھ ہی پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔ صفدر اور جوزف بُری طرح اچھل پڑے "دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لو، اور یہ بتاؤ تم لوگ کون ہو؟" چار اسٹین گن برداروں میں سے ایک نے کہا۔ جواب میں دونوں نے صرف ہاتھ اُٹھانے پر اکتفا کیا۔ "میں پوچھتا ہوں، کون ہو تم۔ ۔ ۔ ۔ بتاؤ ورنہ گولی مار دوں گا"

اُسی آدمی نے انتہائی غصّے کے عالم میں کہا۔ "ہم دونوں دوست ہیں" صفدر نے اطمینان سے جواب دیا۔ "یہ یوں نہیں مانیں گے" ان الفاظ کے ساتھ ہی تمام اسٹین گنیں ان کی طرف اُٹھ گئیں "فائر۔ ۔ ۔ ۔"

پہلے نے چیخ کر کہا۔ جوزف پھرتی سے حرکت میں آیا، اُس نے قریب پڑی کرسی کو اٹھایا اور بجلی کی سی تیزی سے اسٹین گن برداروں پر کھینچ ماری ساتھ ہی صفدر اور جوزف نے فوراً چھلانگیں لگائیں اور دائیں بائیں بڑھتے ہوئے اسٹین گن والوں کے قریب پہنچ گئے، گولیوں کا ذخیرہ دیوار میں پیوست ہو گیا۔ کرسی لگے دو آدمیوں کے لگی۔ اور دونوں کے منہ سے انتہائی بھیانک اور درد بھری چیخیں بلند ہوئیں۔ جوزف نے اپنے سر کے قریب آدمی کی ٹانگ پکڑی اور زور سے جھٹکا دیا۔ وہ آدمی لڑکھڑا کر جوزف کے قریب فرش پر گر پڑا جوزف نے تیزی سے اسٹین گن اٹھالی، اور اس کا بٹ گرے ہوئے آدمی کے سر پر دے مارا، ضرب بھرپور طریقے سے لگی۔ اور وہ آدمی ایک چیخ خارج کر کے خون میں نہاتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ بے ہوشی کی حدود میں داخل ہو گیا۔ اُدھر صفدر کی ٹانگ اپنے شکار کے پیٹ پر پڑی، وہ آدمی درد کی شدت سے جھکا اور اُسی لمحے صفدر نے اس کی اسٹین گن پر ہاتھ ڈالا۔ اور دوسرے ہاتھ کی بھرپور ضرب اس کے جھکے ہوئے منہ پر ماری۔ فوراً ہی اس آدمی کی مدافعت دم توڑ گئی، اور وہ لہراتا ہوا فرش پر گر پڑا۔ جوزف اور صفدر اکٹھے ہی سیدھے ہوئے اور پھر دونوں نے بیک وقت دروازے کی طرف چھلانگیں لگائیں اور راہداری میں بھاگتے چلے گئے۔ صفدر آگے تھا، جلد ہی وہ صحن

میں آئے ۔ اسی لمحے پیچھے سے بھاگتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں ۔ دونوں
تیزی سے مین گیٹ کی طرف دوڑتے چلے گئے ۔ پھر جیسے ہی وہ گیٹ سے باہر
نکلے بُری طرح اُچھل پڑے ۔ ان کی آنکھیں گڑی رہ گئیں ۔

ٹرک رُک گیا ۔ تمام آدمی عقبی حصّے کا دروازہ کھول کر باہر نکلنے لگے کیپٹن
شکیل نے اپنے آپ کو تسلّی دی اور پھر باہر نکل کر اس طرف آیا ۔ جہاں مرنے
والے کا جسم منہ کے بل پڑا تھا ۔ کیپٹن شکیل نے قریب جاکر دیکھا اور اطمینان
کی سانس اس کے حلق سے خارج ہوئی ۔ وہ صفدر نہیں تھا ۔ بلکہ کوئی اور ہی آدمی
کیپٹن شکیل کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا ۔ کہ آخر صفدر کہاں رہ گیا ۔ بہرحال اُسے
گو نہ اطمینان ضرور تھا ۔ باقی گاڑیاں بھی رُک چکی تھیں ۔ اچانک کیپٹن شکیل
سمت سے گھنٹی کی سی آواز گونجی ۔ اس نے چونک کر آواز کی سمت دیکھا ٹرک
ڈرائیونگ حصّے میں سے آواز آرہی تھی ۔ آدمیوں کی بھیڑ میں سے ایک
آدمی تیزی سے ٹرک کی طرف لپکا ۔ یہ گارڈ تھا ۔ اس نے ٹرک میں داخل ہو کر ایک
ٹرانسمیٹر اُٹھا کر کانوں سے لگا لیا ۔ کیپٹن شکیل قریب ہی تھا ۔ اس نے سنا گارڈ
کا نام دہرا رہا تھا ۔ اوکے سر ایمں ریڈ کا پروگرام ملتوی کرلئے دیتا ہوں
گارڈ نے کہا اور ٹرانسمیٹر مخصوص جگہ پر رکھ دیا ۔ باہر نکل کر اس نے اعلان کیا ۔
تمام لوگ واپس جائیں گے ۔ ریڈ فی الحال ملتوی کردیا گیا ہے ۔ اس کے
الفاظ کے ساتھ ہی تمام آدمی دوبارہ ٹرک وغیرہ میں بیٹھنے لگے لیکن
ابھی تمام آدمی بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اچانک چند آوازیں سنائی دیں ۔
آدمی چونک کر آوازوں کی سمت مڑے ۔ ۔ ۔ اور یہی لمحہ قیامت ثابت



مصنف ———— اسد کلیم

و ۔ اسلامی ممالک نے پاکیشیا کو ایک الٹی میٹم دیا ۔ کس لیے ۔ ۔ ۔ ۔
و ۔ دارلحکومتی ایئرپورٹ پر ہنگامہ ، ایئرپورٹ تباہ کر دیا گیا ۔
و ۔ راجن کون تھا ؟ مجرم ہونے کے باوجود اس نے مجرموں کا ساتھ دیا
و ۔ ملک خوفناک بحران کا شکار ہوتا چلا گیا عمران اور ایکسٹو نجانے کہاں غائب
و ۔ سمندر میں تین جہازوں کو تباہ کر دیا گیا ۔
و ۔ تنویر اور کیپٹن نعمانی کے سامنے ایکسٹو کو کئی گولیاں لگیں ۔ دونوں ایکسٹو کی نقاب
و ۔ ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ سے دوسرا کمپیوٹر بھی اڑا لیا گیا ۔
و ۔ مایوسی کے ان لمحات میں اچانک وہ ہوا جس کا تصور بھی ناممکن تھا ۔
ایکشن اور سسپنس کا حسین امتزاج ۔ قیمت ۔ ۵۰/-

ہوا، یوں لگا جیسے بارش شروع ہوگئی ہو۔

گولیوں نے پہلے ہی ہلے میں بیشتر السانوں کو عدم کر دیا، کیپٹن شکیل انتہائی تیزی سے ٹرک کی اوٹ میں ہوگیا تھا۔ اُس نے دیکھ لیا تھا، کہ دو ٹرک اُن کی طرف چلے آ رہے ہیں، اور دونوں پر مسلح افراد کے تیور خطرناک دکھائی دے رہے تھے، کیپٹن شکیل نے اپنی اسٹین گن سیدھی کی اور تاک کر پہلا فائر کیا، ٹرک میں سے کئی آدمی اتر رہے تھے۔ اترتے اترتے انہوں سے بیشتر بری طرح اچھلے ایک ساتھ ہی کئی چیخیں بلند ہوئیں، شکیل کے قریب ہی کھڑے دو آدمی فائرنگ میں مصروف تھے۔ اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا "تم دونوں میرے ساتھ آؤ، ہم حملہ آوروں کے عقب میں پہنچیں گے۔" دونوں نے اس کی بات پر عمل کیا، کیپٹن شکیل دونوں آدمیوں کے ہمراہ جھاڑیوں میں چکر کاٹتے آہستہ آہستہ حملہ آوروں کے عقب کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ بغیر کسی خطرے کے عقب میں پہنچ گئے، فائرنگ اب شدت اختیار کر چکی تھی، کیپٹن شکیل نے دونوں آدمیوں کو پوزیشن لینے کی ھدایت کی، اور پھر یکدم تین برسٹ مارے گئے، ان تین برسٹ نے حملہ آوروں کے کئی ساتھی ضائع کر دیئے، حملہ آور عقب سے حملے کی وجہ سے بُری طرح بوکھلا گئے تھے، انہیں سنبھلنے کا موقع نہ ملا، اور مزید برسٹ فائر ہوئے۔ اس مرتبہ بھی کئی بھیانک چیخوں نے کئی آدمیوں کے مرنے کا اعلان کیا۔ اچانک ہی حملہ آوروں کے ٹرک اسٹارٹ ہوئے، اور باقی بچنے والے تیزی سے ٹرکوں کی طرف دوڑ پڑے، ٹرک تیزی سے حرکت میں آئے اور پوری رفتار کے ساتھ بڑھ گئے، کیپٹن شکیل اوٹ سے نکلکر ٹرک کی طرف بڑھا

آدمی اس کے پیچھے تعریفی نظروں سے دیکھتے چلے آ رہے تھے، فارڈ بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا، "شاباش! تمہاری عقلمندی کام آگئی۔ ورنہ ہمارا کافی نقصان ہو جاتا۔ فارڈ نے کیپٹن شکیل کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے تعریفی انداز میں کہا، یہ تو میری ڈیوٹی ہے" کیپٹن شکیل نے کہا، پھر تمام لوگ دوبارہ ٹرکوں میں سوار ہو گئے۔ اس مرتبہ کیپٹن شکیل کو فرنٹ پارٹ میں جگہ مہیا کی گئی تھی، اس کے ساتھ فارڈ بیٹھا تھا، "یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں۔ کیپٹن شکیل نے سوالیہ انداز میں فارڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے، کسی دوسری پارٹی کے ہونگے اوہ۔۔۔۔" اچانک فارڈ کے منہ سے نکلا "کیا ہوا؟" کیپٹن شکیل نے سوالیہ لہجے میں اس کی طرف دیکھا، "کیا ایسا نہیں ہوسکتا جس پارٹی پر ہم حملہ کرنے والے تھے، اُسے کسی طرح ہمارے متعلق اطلاع مل گئی ہو، اور وہ راستے میں ہی ہم سے ٹکرانے کے لیے چل پڑے ہوں، تمہارا کیا خیال ہے فارڈ نے خیال ظاہر کیا تمہاری بات معقول ہے" کیپٹن شکیل نے جواب دیا تھوڑی دیر دور سے ہیڈ کوارٹر کے آثار دکھائی دینے لگے، کیپٹن شکیل جس ٹرک میں سوار تھا، وہ سب سے آگے تھا۔ ان کا ٹرک جیسے ہی گیٹ کے پاس پہنچا۔ اچانک فارڈ کے لبوں سے حیرت زدہ آواز نکلی "اوہ! یہ کیا۔۔۔؟ کیپٹن شکیل نے تیزی سے گردن گھما کر اس طرف دیکھا، اور اسے اپنا جسم منجمد ہوتا محسوس ہوا۔

"اطلاع لانے والے کو میرے پاس بھیجو۔" نقاب پوش نے بھاری لہجے میں کہا اور انٹرکام رکھ دیا۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ درمیان میں ایک میز دھری تھی، جس کے گرد تین کرسیاں تھیں، ایک پر نقاب پوش موجود تھا۔ سامنے کی دو کرسیاں خالی تھیں۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ نقاب پوش نے میز کے نیچے لگا کوئی بٹن دبایا۔ سرر کی آواز کے ساتھ سلائیڈنگ ڈور دیوار میں دھنستا چلا گیا۔ اور ایک آدمی برآمد ہوا۔ "ہاں! بتاؤ، کیا اطلاع ہے" نقاب پوش نے اس کے قریب پہنچنے پر کہا۔ "جناب! ایک آدمی مشکوک حالت میں پکڑا گیا تھا۔ اس پر تشدد کر کے جو معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ ان کے مطابق ریڈ سٹار ہم پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہو چکی ہے۔" آنے والے نے ادب سے جواب دیا۔
"اوہ۔۔۔" نقاب پوش کے منہ سے نکلا۔ چند لمحوں تک کچھ سوچنے کے بعد وہ دوبارہ بولا۔ "اوکے تم جاؤ، میں ابھی کچھ سوچ کر ہدایت دیتا ہوں۔" اطلاع لانے والا سر ہلا کر کمرے سے نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی نقاب پوش نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔ اور پھر میز پر پڑے کریڈل کو دو دفعہ دبایا اور پھر ریسیور اٹھا لیا۔
"اینکر۔۔۔ سر!" نقاب پوش نے کہا۔ "کیا بات ہے۔ اینکر!۔۔۔" دوسری طرف سے نرم لہجے میں پوچھا گیا۔ اینکر نے ساری بات بتا دی۔ "تم ایسا کرو اپنے آدمیوں کو مقابلے کے لیے بھیجو۔ اور جو آدمی پکڑا گیا ہے۔ اسے ساتھ لے لینا، تاکہ راستے

کی نشان دہی کرتا رہے۔ تم ساتھ جانے کی بجائے کسی اور کو بھیج دو۔ تمہاری یہاں ایک اور کام کے لیے ضرورت ہے۔ اوکے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اوکے سر!" اینکر نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا، اور پھر اس نے دوبارہ کسی سے رابطہ قائم کر کے حملے سے متعلق ہدایات جاری کرنا شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد کسی کی آواز ابھری اور اینکر نے چونک کر بٹن دبا دیا۔

فوراً ہی کمرے میں ایک آواز گونجی، "جناب! سیکرٹ سروس کے دو ممبران پکڑے گئے ہیں، وہ میک اپ میں تھے۔ اور عین اس موقع پر پکڑے گئے ہیں جب وہ ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات چیت کر رہے تھے۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے"؟ "انہیں فی الحال قید میں رکھو اور تم چند آدمیوں کو ساتھ لیکر ان سے معلومات اگلوانے کی کوشش کرو اور ہاں۔۔ وہ جو بات چیت کر رہے تھے، اُسے ذرا دہراؤ"۔ نقاب پوش اینکر نے حکم دیا۔ "جناب، وہ کسی کو ٹرانسمیٹر کے ذریعے ہمارے ہیڈ کوارٹر کے متعلق بتا رہے تھے۔ اور وہ شاید وہ لوگ ہیڈ کوارٹر سے کافی قریب آگئے ہیں۔ ان کی گفتگو سے یہی بات ظاہر ہو رہی تھی"۔ کمرے میں آواز گونجی "قیدیوں کی طرف جانے کی بجائے مسلح ساتھی ہمراہ لو۔ اور ہر طرف پھیل جاؤ، جیسے ہی مشتبہ لوگ نظر آئیں۔ گولی مار دینا۔ اوکے"۔ "اوکے سر"۔ آواز نے کہا اور نقاب پوش نے بٹن آف کر دیا۔ پھر اُس نے ایک فائل نکالی اور اسے پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے فائل بند کر کے دوبارہ پہلی جگہ پر رکھ دی اور عین اسی لمحے فائرنگ کی بے تحاشا آوازیں گونج اٹھیں۔ اس کے ساتھ ہی پوری عمارت میں سائرن بجنے لگا۔ سائرن سنتے ہی نقاب پوش اینکر یوں بدحواسی کے عالم میں اٹھا جیسے بچھو نے کاٹ لیا ہو۔ وہ اندھا دھند کمرے سے بھاگتا چلا گیا۔

سہ پہر کے چار بجے تھے، سر سلطان کی نیلے رنگ کی بیوک آہستہ روی سے دفتر کے گیٹ سے نکلی اور گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ سر سلطان نے پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ ڈرائیور بہت توجہ سے گاڑی چلا رہا تھا۔ جیسے ہی گاڑی نے ایک سنسان سڑک کی طرف موڑ کاٹا۔ اچانک ڈرائیور نے پوری قوت سے بریک لگا دیئے۔ سامنے سے ایک ٹرک پوری رفتار سے بڑھا چلا آ رہا تھا۔ کار اور ٹرک نے یکدم بریکیں لگائیں، لیکن اس کے باوجود دونوں ہلکے سے دھماکے کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ کار کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور اس کا اگلا حصہ بڑی طرح تباہ ہو گیا۔ ڈرائیور کا سر زور سے اسٹیئرنگ سے ٹکرایا، اور خون کی ایک پتلی دھار اس کی پیشانی سے بہہ کر چہرے پر آنے لگی۔ اور سر اسٹیئرنگ پر ہی رکھا رہ گیا۔ سر سلطان نے اس عرصے میں اپنے آپ کو کافی حد تک سنبھال لیا۔ اچانک ٹرک میں سے کچھ آدمی اتر کر تیزی سے کار کی طرف بڑھے۔ سر سلطان کے باڈی گارڈ نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالنے کی کوشش کی، لیکن اس اثنا میں دو آدمی اُس کے سر پر پہنچ چکے تھے، اور دو ریوالور اس کے سر پر اٹکے تھے۔ دو آدمی سر سلطان کے سر پر ریوالور تانے کھڑے تھے، ایک آدمی ونڈ اسکرین کے عین سامنے ٹانگیں پھیلائے کھڑا تھا۔ اچانک اُس نے ہاتھ اٹھایا۔ اس کے جواب میں ریوالور برداروں نے سر سلطان اور باڈی

گارڈ سے باہر نکلنے کے لیے کہا۔ سر سلطان حیرت اور خوف سے اس سچویشن کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ سر سلطان آہستگی سے کار میں سے نکل آئے، اُدھر جیسے ہی باڈی گارڈ کار میں سے نکلا۔ اچانک اس نے جھکے جھکے انداز میں دونوں آدمیوں میں سے ایک کے ٹکر رسید کی۔ انہیں شائد وہ ریوالوروں کی موجودگی میں باڈی گارڈ سے اس قسم کی حرکت کی توقع نہیں تھی۔ چنانچہ دونوں آدمیوں کے درمیان میں ٹکر لگی، اس سے اتنا ہوا کہ دونوں بُری طرح لڑکھڑا گئے۔ باڈی گارڈ پھرتی سے سیدھا ہوا اور اس نے ایک کی کلائی پکڑلی۔ اور ساتھ ہی زور سے جھٹکا دیا۔ کھڑاک کی آواز کے ساتھ اس کی کلائی کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز آئی اور اس کی کربناک چیخ نے اس کے ساتھیوں کو بُری طرح چونکا دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ باڈی گارڈ مزید کسی پر حملہ کرنے کے لیے حرکت میں آتا۔ اچانک ٹھائیں سے گولی چلی، اور باڈی گارڈ ایک چیخ ہی نکال سکا۔ دوسرے لمحے وہ دھڑام سے فرش پر گرا۔ اور اس نے دم توڑ دیا۔ سر سلطان پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی موت دیکھتے رہ گئے۔ "آپ نے اپنے باڈی گارڈ کا انجام دیکھ لیا،" وہ آدمی بولا جو ٹانگیں پھیلائے کھڑا تھا۔ "اس لیے آپ کسی قسم کی غلط حرکت کرنے کی کوشش نہ کریں، تو یہ آپ کے حق میں اچھا ہوگا۔" اس کا لہجہ طنزیہ اور دھمکی آمیز تھا۔ "ٹونی! یہ دیکھو،" اچانک ایک کور کرنے والے نے کار کی فرنٹ سیٹ کے سامنے ڈیش بورڈ کی طرف اشارہ کیا۔ ٹونی تیزی سے اس کے قریب آیا اور پھر دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈیش بورڈ میں ایک چھوٹا سا سُرخ بلب سپارک کر رہا تھا۔ "یہ کیا ہے۔ سر سلطان، کیا آپ بتانا پسند

کریں گے۔ ٹونی نے کار سے نکلتے ہوئے بلب کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ عام سا ایک بلب ہے، بس۔" سر سلطان نے اپنی لرزتی حالت پر قابو پاکر نارمل لہجے میں جواب دیا۔ "وہ تو مجھے بھی نظر آرہا ہے۔ یہ ایک بلب ہی ہے۔ لیکن اس کا مقصد بتاؤ۔" ٹونی نے جھنجھلا کر کہا، اور ریوالور سر سلطان کی طرف کر کے سیفٹی کیچ ہٹا دیا۔ سر سلطان اُس کے تیور دیکھ کر اندازہ لگا چکے تھے۔ کہ وہ کسی بھی لمحے فائر کر دے گا، چنانچہ انہیں بتانا ہی پڑا۔

"اگر کوئی ایمرجنسی ہو جائے تو ڈرائیور یا باڈی گارڈ ایک بٹن دبا دیتا ہے۔ جس کی مدد سے میرے ڈیپارٹمنٹ کو پتہ چل جاتا ہے۔ اور وہ میری مدد کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔" "اوہ..... تو یہ بات ہے۔" ٹونی نے کہا اور پھر تیزی سے ٹرک کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔ "تیزی سے ٹرک میں سوار ہو جاؤ۔ اور نکل چلو۔ ورنہ دھر لیے جائیں گے۔" سر سلطان کو ٹرک کے اگلے حصے میں دو آدمیوں نے درمیان میں بٹھایا باقی آدمی بھی ٹرک میں سوار ہو گئے۔ اور ٹرک انتہائی تیز رفتاری سے ٹرن لیکر واپس بھاگتا چلا گیا جلد ہی وہ جائے واردات سے کافی دور نکل آئے۔ ایک جگہ جیسے ہی ٹرک کی رفتار قدرے آہستہ ہوئی۔ اسی لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اور ٹرک چلتے چلتے یکدم جھٹکے سے رُک گیا۔ "یہ کیا ہوا۔" ٹونی نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔ "شائد ٹائر بلاسٹ ہو گیا ہے۔" ڈرائیور نے پریشانی سے جواب دیا۔ اور نیچے اترنے لگا۔ "کار کہاں کھڑی کی تھی۔ ٹونی۔" ایک نے ٹونی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "وہ تو ابھی کافی دُور ہے" یہ کہہ کر ٹونی بھی نیچے اتر گیا۔ اس کے ساتھ دوسرے آدمی بھی نیچے اُتر آئے۔

لگے۔ جیسے ہی تمام آدمی ایک جگہ جمع ہو کر ٹائر دیکھنے لگے، سوائے سر سلطان کے۔ اسی لمحے اسٹین گن کی تڑ تڑ گونجتی چلی گئی۔ کسی کو بھی سنبھلنے کا موقع نہ ملا اور سب بھیانک چیخیں خارج کرتے ہوئے زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ کوئی بھی زندہ نہ بچا تھا۔ سر سلطان ان پے در پے واقعات سے بُری طرح بوکھلائے ہوئے تھے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر کیا کریں۔ ابھی وہ کچھ کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک ان کے دائیں طرف والا دروازہ کھلا اور ایک اسٹین گن کی جھلک اُبھری، فوراً ہی ایک آدمی کا چہرہ نمودار ہوا "پلیز غلط حرکت کیے بغیر نیچے آجائیں فوراً" اس نے اسٹین گن کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان خاموشی سے نیچے اتر آئے۔ نیچے آ کر انہوں نے دیکھا، دس پندرہ قدم کے فاصلے پر گھنی جھاڑیوں کے درمیان ایک بڑی سی کار موجود تھی جس کے گرد چار افراد اسٹین گنیں تھامے پوزیشن لیے کھڑے تھے "آگے بڑھیں" اسٹین گن بردار نے ٹہوکا دیتے ہوئے کہا۔ سر سلطان نے قدم آگے بڑھا دیے کار کے قریب پہنچ کر سر سلطان کو رُکنے کا اشارہ کیا گیا "کار نکال لاؤ" اسی اسٹین گن والے نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ چند لمحوں بعد کار سڑک پر لے آئی گئی، سر سلطان کو پچھلی سیٹ پر بیٹھا دیا گیا۔ دو آدمی ان کے دائیں بائیں بیٹھ گئے اور دو آدمی اگلی سیٹوں پر، بقیہ ایک آدمی وہیں رہ گیا۔ شائد اُسے کوئی اور کام کرنا تھا۔ کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ اب سر سلطان نے پہلی دفعہ لب کھولے "کیا چاہتے ہو" ان کے لہجے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ غصے کو اُبلنے سے روکنے کے لیے بے حد کوشش کر رہے ہیں "ہم جو

بھی چاہتے ہیں، جلد معلوم ہو جائے گا۔ فی الحال خاموشی سے بیٹھے رہو۔ پہلے والے آدمی نے جواب دیا اور سر سلطان نے ہونٹ دانتوں میں دبا لیے۔ کار اب لینن روڈ پر بھاگی جا رہی تھی۔ اس علاقے میں کافی ٹریفک تھی۔ دائیں بائیں کار کے شیشے ایسے تھے کہ باہر سے کچھ نظر نہیں آ سکتا تھا۔

"ہمارا تعاقب ہو رہا ہے جناب!" اچانک ڈرائیور کی آواز نے انہیں چونکا دیا۔ سر غنے نے تیزی سے گردن گھما کر دیکھا۔ ایک موٹر سائیکل کافی تیز رفتاری سے کار کے پیچھے چلی آ رہی تھی، موٹر سائیکل پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ "شارٹ کٹ والے راستے پر کار موڑ لینا" سر غنے نے ڈرائیور کو کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر کار کی رفتار مزید بڑھا دی۔

پھر کافی آگے جا کر کار یکدم بائیں طرف ایک ذیلی سڑک پر مڑ گئی۔ سر غنے نے تیزی سے پیچھے دیکھا۔ موٹر سائیکل سیدھی نکلتی چلی گئی تھی۔ اور سر غنے کے منہ سے اطمینان بھری آواز نکل گئی، کار بدستور اس سڑک پر بھاگی چلی جا رہی تھی پھر جیسے ہی کار ایک موڑ کے قریب پہنچی، اچانک اس موڑ کے دائیں طرف دور سے وہی موٹر سائیکل اس طرف بڑھتی دکھائی دی "اوہ!" سر غنے کے منہ سے غصے بھری آواز نکلی "گاڑی اس میں دے مارو" اور ڈرائیور نے ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا۔ ساتھ ہی سر سلطان کے منہ سے نکلا "اوہ! عمرانی ..... نہیں" اُدھر موٹر سائیکل بھی پوری رفتار سے بڑھتی چلی آ رہی تھی۔ دم بہ دم فاصلہ کم ہوتا چلا گیا۔ سر سلطان نے آنکھیں پوری قوت سے بھینچ لیں۔ اور پھر ایک زور دار دھماکہ ہوا۔

"موٹر سائیکل کچلا گیا ہے جناب!" ڈرائیور کی آواز گونجی اور سر سلطان پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ کافی دیر بعد کار ایک عمارت کے سامنے رکی۔ ارد گرد کا علاقہ بالکل سنسان تھا۔ سر سلطان کو کار سے اتار کر آگے بڑھنے کا اشارہ کیا گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزر کر انہیں ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ سرغنے نے اپنے ایک آدمی کو کہا: "کار کی ڈگی میں سے مشین لے آؤ۔" وہ آدمی سر ہلا کر کار کی طرف چلا گیا، جونہی اُس نے ڈگی کو کھولا، وہ بُری طرح اچھل پڑا، ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا۔

فائرنگ کی آوازیں سنتے ہی بلیک زیرو اور عمران پھرتی سے پیچھے ہو گئے۔ عمران نے تیزی سے بریک پر پاؤں رکھ دیے اور پھر بریک پر سے پاؤں ہٹا کر ایکسیلیٹر کو دبا دیا۔ کار گولی کی طرح آگے بڑھی اور پھر فائرنگ کی زد سے نکل گئی۔ "اس طرف جانا خطرناک ہو گا۔ ہمیں واپس چلنا چاہیئے۔" عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ کافی دیر بعد وہ واپس شہری حدود میں آ گئے۔ اور سیدھے دانش منزل پہنچے۔ "اب کیا کیا جائے؟" عمران نے صوفے پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا: "کیوں نہ اُس جگہ دوبارہ چلا جائے، جہاں ہم پر فائرنگ کی گئی تھی؟" بلیک زیرو نے اس کے مقابل بیٹھتے ہوئے کہا: "نہیں" عمران نے اس سے اختلاف کیا "مجرم اتنے احمق نہیں ہوں گے، کہ ہمیں زیادہ قریب آنے دیا ہو۔ اُنہوں نے اپنے ٹھکانے سے کافی دور ہی ہمیں کور کیا ہو گا۔ تاکہ ہمیں ذرا سا بھی شک نہ ہو سکے، کہ ان کا ٹھکانہ کہاں ہے۔ کیا سمجھے....؟" "تو پھر؟" بلیک زیرو نے پوچھا: "دراصل میں نے جو منصوبہ بنایا تھا۔ ہم ابھی تک صحیح طور پر اس پر عمل نہیں کر سکے۔ تنویر اور خاور بھی دشمنوں کے نرغے میں ہیں،

اس لیے از سر نو منصوبہ ترتیب دینا پڑے گا۔ اور اس پر اُسی وقت صحیح طور پر عمل کیا جا سکے گا۔ جب کوئی خلاف توقع صورت حال پیدا نہ ہو۔" عمران کے ان الفاظ کے ساتھ ہی قریب پڑے ٹیلی فون نے چیخنا شروع کر دیا۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔ اور کچھ سننے لگا۔ عمران بغور بلیک زیرو کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بلیک زیرو کے چہرے پر فوراً ہی بوکھلاہٹ کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ "بلیک زیرو! کیا بات ہے۔ تمہارا رنگ کیوں اڑا ہوا ہے۔" عمران نے تیزی سے بلیک زیرو سے پوچھا۔ جس نے رسیور دوبارہ نیچے رکھ دیا تھا۔ "سر سلطان کو اغوا کر لیا گیا ہے۔" بلیک زیرو نے اٹکتے ہوئے بتایا اور عمران بُری طرح اُچھلا۔ یہ خبر اس کے لیے کسی دھماکے سے کم نہ تھی۔ "اوہ! یہ انتہائی بُرا ہوا۔" عمران کے لبوں سے نکلا۔ جلد ہی اس نے اپنی کیفیت پر قابو پا لیا۔ اور پھر نارمل لہجے میں بولا "اطلاع کس کی طرف سے دی گئی ہے" "کیپٹن شکیل۔ وہ شدید زخمی ہے۔" بلیک زیرو نے بتایا اور عمران جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ "اس وقت وہ کہاں ہے۔" "اپنے فلیٹ میں۔" بلیک زیرو نے بتایا۔ "میں ابھی اُس سے مل کر آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ عمران کے جانے کے تقریباً آدھ گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی پھر بجی۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر اپنا نام دہرایا۔ دوسری طرف جولیا تھی جناب! چوہان آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔" جولیا نے ادب سے کہا" اوہ! بات کراؤ۔" بلیک زیرو نے

کہا پھر ہلکی سی کلک کی آواز آئی۔ "ہاں چوہان! بتاؤ کیا بات ہے"؟ بلیک زیرو نے کہا۔ اور پھر چوہان کی آواز سنتے ہی وہ یوں اچھلا جیسے کرنٹ لگ گیا ہو، ساتھ ہی اس کے منہ سے نکلا" اوہ! یہ نہیں ہو سکتا یہ ناممکن ہے"؟

تنویر جان کے روپ میں آخر کار اپنے مطلوبہ آدمیوں کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ایک دن وہ اور خاور دونوں مخصوص میک اپ میں رینکل وغیرہ سے ملا۔ پھر اس نے ساڈنی کو اپنے ساتھ لیا اور اس کوٹھی میں آگیا جہاں اس کا قیام تھا۔ ٹیلی فون کر کے اس نے چوہان کو اس کوٹھی میں پہنچنے کی ہدایت کی اور پھر وہ مطلوبہ کوٹھی پہنچ گئے۔ چوہان پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ ساڈنی تیز نظروں سے سب کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ پھر جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا، تنویر نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر دے مارا۔ اسے باندھ کر ایک تہہ خانے میں ڈال دیا گیا۔ چوہان نے ساڈنی کا میک اپ اپنے اوپر کر لیا۔ اور چھوٹا سا ایک ٹرانسمیٹر چھپا لیا۔ پھر تنویر وغیرہ اسے رینکل وغیرہ کے پاس ہوٹل میں چھوڑنے آئے۔ چوہان رینکل وغیرہ کے پاس پہنچا، تو ٹرانسمیٹر کے ذریعے تنویر وغیرہ کو پتہ چل گیا کہ ان کا ہیڈ کوارٹر خطرے میں ہے، چنانچہ جیسے ہی رینکل، اس کا ساتھی اور چوہان ساڈنی کے روپ میں نیچے ہال میں آئے تو تنویر نے تیزی سے ان کے قریب پہنچ کر کہا "کیا بات ہے، آپ لوگ بیحد پریشان

Anwar Saad

دکھائی دے رہے ہیں" "ہاں مسٹر جان، ہمارے ہیڈ کوارٹر پر کسی دوسری تنظیم کا حملہ ہونے والا ہے۔ اس لیے ہمارا وہاں پہنچنا انتہائی ضروری ہے" رینکل نے تیزی سے بتایا۔ "اوہ! پھر تو ہم بھی آپ کی مدد کریں گے، چاہے جان ہی کیوں نہ چلی جائے" تنویر نے جوش بھرے لہجے میں کہا اور رینکل نے کچھ دیر سوچنے کے بعد انہیں بھی اپنے ساتھ لے لیا، وہ ایک کار میں بیٹھنے لگے، تو اچانک رینکل نے کہا "مجھے افسوس ہے، ہم ایک ہی کار میں نہیں جا سکتے، کیا آپ کنوینس کا بندوبست کر سکتے ہیں"؟ اس کا لہجہ خفت زدہ تھا۔ "کیوں نہیں! ہم اپنی کار میں آئے تھے۔ آپ قطعاً فکر نہ کریں۔ ہم آپ کے پیچھے آتے رہیں گے" تنویر نے خوش دلی سے جواب دیا۔ اور پھر خاور کے ہمراہ اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ ان کی کار قریب ہی تھی، چنانچہ چند لمحوں بعد وہ رینکل کی کار کے تعاقب میں تھے۔ "کیا تم وہاں عمران کے لیے رقعہ چھوڑ آئے تھے" تنویر نے خاور سے پوچھا۔ "ہاں! میں میز پر رکھ آیا تھا" خاور نے جواب دیا "اور زیرو دن ٹرانسمیٹر؟" "وہ بھی اس میں لکھ دیا تھا، دراز میں موجود ہے"

خاور نے دوبارہ جواب دیا، اور اسی وقت خاور کی جیب میں پڑے ٹرانسمیٹر کی آواز سنائی دینے لگی۔ خاور نے ٹرانسمیٹر نکال کر ونڈر بٹن دبایا۔ ونڈر بٹن دباتے ہی اگلی کار میں ہونے والی بات چیت سنائی دینے لگی "کہیں ہم جان کو ساتھ لے جا کر غلطی تو نہیں کر رہے"؟ رینکل کی آواز گونجی، "اوہ نہیں وہ دوستانہ جذبے کے تحت ہمارے ساتھ چل پڑے ہیں۔ ساڈنی یا چوہان کی آواز گونجی "کیا تم نے ان کے متعلق پوری طرح چیکنگ کر لی تھی۔ رینکل کی آواز دوبارہ گونجی "ہاں! وہ قابل اعتماد لوگ ہیں، بظاہر تو یہی آتا ہے۔ ساڈنی نے جواب دیا۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ وہ ایک عمارت میں پہنچ گئے۔ رینکل وغیرہ نے جیسے ہی کار روکی، انہیں کی اوٹ میں کسی کار کی جھلک دکھائی دی۔ وہ کار میں سے اتر کر اس طرف بڑھے، ریوالور انہوں نے ہاتھوں میں تھام لیے۔ تنویر اور خاور اپنی کار میں وہیں موجود رہ کر تمام کارروائی دیکھ رہے تھے۔ رینکل وغیرہ اچانک جھاڑیوں سے نکل کر کار کے سامنے آئے، کار کے قریب ہی ایک آدمی ٹرانسمیٹر پر کہہ رہا تھا "میں اس عمارت کا اچھی طرح جائزہ لے چکا ہوں" اس کے ان الفاظ کے ساتھ ہی رینکل وغیرہ نے اسے گرفتار کر لیا اور پھر اسے اندر لے جانے لگے۔ وہ آدمی بری طرح خوفزدہ تھا۔ تنو اور خاور کو رینکل وغیرہ نے ایک کمرے میں جانے کا اشارہ کیا۔ اور خو اس آدمی کو لیے ایک طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی خاور کو ٹرانسمیٹر کال کا اشارہ موصول ہوا۔ دوسری طرف عمران وغیرہ تھے

خاور ساری کارروائی اسے بتانے لگا۔ اور پھر اس عمارت تک پہنچنے کے راستے کی نشان دہی کرنے لگا۔ جیسے ہی وہ راستہ سمجھا کر چپ ہوا، اسی لمحے عقب سے آواز آئی۔ "خبردار! ہاتھ اوپر اٹھا لو"۔ خاور اور تنویر بری طرح چونک اٹھے۔ "ٹرانسمیٹر بند کر دو"۔ دروازے میں رینکل ساڈنی اور ان کا ساتھی تنے کھڑے تھے۔ "کیا مطلب"؟ تنویر نے تیزی سے پوچھا۔ "اوہو! مطلب بھی سمجھانا پڑے گا۔ رینکل نے ریوالور لہراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور تنویر ہونٹ کاٹ کر رہ گیا۔ انہیں ایک کرسی پر بیٹھا کر اسی سے باندھ دیا گیا۔ اور وہ پھر تینوں کمرے سے چلے گئے۔ دروازہ مقفل ہو چکا تھا۔ تنویر نے تیزی سے پشت پر بندھے ہاتھوں کو زور لگایا۔ تو رسیاں ڈھیلی ہوتی چلی گئیں۔ تنویر نے تیزی سے ہاتھ آزاد کرائے اور پھر خاور کے ہاتھ بھی کھول دیے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا۔ دونوں تیزی سے پہلی پوزیشن اختیار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ آنیوالا ساڈنی تھا۔ اس نے دروازہ بند کیا۔ اور پھر تیزی سے دونوں کے قریب پہنچا۔ "اس راہداری کے آخر پر ایک کمرہ ہے۔ اس میں ایک الماری کے اندر مجرموں سے متعلق ایک فائل موجود ہے۔ تمہیں کسی طرح اسے حاصل کرنا ہے"۔ چوہان نے تیزی سے انہیں بتایا۔ "تم کیا کر رہے ہو۔ تمہیں یہ کیسے علم ہوا"؟ تنویر نے پوچھا۔ "بس اتفاقاً ہی معلوم ہو گیا ہے۔ میں رینکل وغیرہ کے ہمراہ ان کے باس سے ملنے جا رہا ہوں۔ اس لیے یہ کام انتہائی ہوشیاری سے انجام دینا"۔ اتنا کہہ کر وہ تیزی سے

واپس چلا گیا۔ راہداری میں کوئی نہیں تھا۔ وہ رینکل وغیرہ کے پاس پہنچ
گیا۔ "آؤ باس نے بلایا ہے۔" رینکل نے ایک طرف بڑھتے ہوئے کہا
اور چوہان اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں
پہنچ گئے۔ کمرے میں پہلے ہی دس بارہ آدمی موجود تھے۔ سامنے نقاب
پوش بیٹھا تھا۔ اس کی آواز نے انہیں متوجہ کیا۔ "ہم نے سر سلطان کو اغوا
کرلیا ہے۔" چوہان یہ الفاظ سنتے ہی چونک گیا۔ مگر جلد ہی اس نے اپنی
حالت پر قابو پا لیا اور سنا۔ "اب ہم ان کے عوض ایکس ٹو یا کسی حکومت
کے متعلقہ افسر سے رابطہ قائم کر کے کمپیوٹر کا مطالبہ کریں گے۔ لیکن
سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کام کس طرح ہو رہیں! اس معاملے کی زیادہ
تشہیر پسند نہیں کرتا۔ نقاب پوش خاموش ہو گیا۔
سر میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں، جو ہماری مشکل حل کر سکتا ہے۔
چوہان نے ساڈلی کے لہجے میں جواب دیا۔ "تو بتاؤ؟ کیا تم یہ کام کر سکو گے
نقاب پوش نے جلدی سے پوچھا۔ "کیوں نہیں۔ اگر آپ اجازت دیں،
تو میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں۔" چوہان نے مزید کہا۔ نقاب پوش نے
اسے اجازت دے دی۔ اور پھر چوہان اس عمارت سے نکل آیا۔
اور کافی دیر بعد شہری حدود میں داخل ہو گیا۔ اس نے پبلک فون بوتھ کا
رخ کیا۔ بوتھ خالی تھا۔ چنانچہ اس نے اندر داخل ہو کر ایکسٹو سے رابطہ قائم
کیا۔

جولیا کی آواز سنائی دی "یس ہولڈ کالنگ؟" چوہان نے اسے اپنے
متعلق بتایا اور پھر جولیا نے براہ راست ایکس ٹو سے رابطہ ملا دیا۔ "جناب!
میں چوہان بول رہا ہوں۔" اس نے مؤدب لہجے میں جواب دیا۔ "ہاں چوہان
بتاؤ کیا بات ہے؟" "جناب سر سلطان کو مجرموں نے اغوا کر لیا ہے۔ اور
میں ان مجرموں میں شامل ہو چکا ہوں۔ مجرموں نے یہ کام میرے ذمے لگایا
ہے کہ سر سلطان کے عوض جو کچھ وہ مانگیں گے، کیا اس کو پورا کیا جائے
گا؟" "پھر ان کا مطالبہ کیا ہے؟" ایکسٹو نے تیزی سے کہا۔ "جناب! ان
کا مطالبہ ہے کہ کمپیوٹر ان کے حوالے کر دیا جائے۔ ورنہ سر سلطان کی زندگی
خطرے میں پڑ جائے گی۔" "اوہ یہ نہیں ہو سکتا، یہ ناممکن ہے۔" اس نے
ایکسٹو کی سرسراتی آواز سنی۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایکس ٹو کی غراہٹ
سنائی دی "وہ لوگ کس جگہ ہیں؟" "نارتھ ولنگٹن کے مضافات میں، لیکن سر!
مجھے بھی یہ علم نہیں ہے کہ سر سلطان وہاں ہیں یا نہیں۔۔۔۔" چوہان نے
مؤدب لہجے میں کہا "اوہ! یہ برا ہوا۔ بہرحال تم ان سے کہو، ان کا مطالبہ
تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اور وہ جگہ بتائیں جہاں پر تبادلہ ہوگا، کیا تم سمجھ گئے
ہو؟" "جی سر! میں جلد ہی معلوم کر کے آپ کو بتاؤں گا۔" "اوکے! خدا حافظ۔"
اس کے ساتھ ہی چوہان نے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سنی اور ریسیور
کریڈل پر رکھ کر باہر نکل آیا، اب اس کا رخ واپس اسی عمارت کی طرف تھا۔

چوہان کے جاتے ہی تنویر اور خاور تیزی سے اٹھ کھڑے ہوتے اور دروازے کی طرف بڑھے۔ انہوں نے ہولے سے دروازہ کھولا اور اسی وقت وہ تیزی سے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔ تین مسلح آدمی راہداری میں کھڑے باتوں میں مصروف تھے۔ دونوں ان کے ہٹنے کا انتظار کرنے لگے تقریباً پندرہ منٹ تک وہ تینوں وہیں کھڑے گپیں ہانکتے رہے۔ پھر اچانک وہ کسی طرف تیز تیز قدم اٹھاتے غائب ہو گئے۔ دونوں نے تیزی سے دروازہ کھولا اور پھر راہداری میں آ گئے۔ اچانک تنویر کے ذہن میں ایک بات آئی "خاور چوہان نے یہ تو بتایا نہیں کہ وہ کمرہ راہداری کے دائیں طرف ہے یا بائیں طرف۔ اس نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا "اسی طرف بڑھتے جاتے ہیں، شاید مطلوبہ کمرہ اسی طرف ہو۔ خاور نے کہا اور وہ تیزی سے راہداری میں ایک طرف بڑھتے چلے گئے، سامنے ایک دروازہ موجود تھا، انہوں نے ہلکا سا دباؤ ڈالا، تو دروازہ کھلتا چلا گیا، وہ آہستگی کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ دروازہ انہوں نے احتیاط سے بند کر دیا تھا۔ کمرے میں ہلکی ہلکی تاریکی تھی، روشن دان نہ ہونے کی وجہ سے روشنی برائے نام سی تھی، وہ دبے پاؤں

آگے بڑھے، دائیں طرف ایک دروازے کی جھری میں سے روشنی کی باریک لکیر اس کمرے میں آ رہی تھی "ہمیں اس کمرے میں جانا ہو گا" تنویر نے کہا اور خاور نے گردن ہلا دی، پھر دبے قدموں وہ دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ انہوں نے دروازہ ہولے سے دھکیلا، تو وہ بغیر کوئی آواز پیدا کیے کھلتا چلا گیا۔ کمرے میں ایک آدمی میز پر کسی کام میں مصروف تھا۔ اس کا دایاں پہلو تنویر وغیرہ کی طرف تھا۔ وہ آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھتے چلے گئے، اچانک اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ ایک لمحے کے لیے اس کے تاثرات میں حیرانگی سی، جھلکنے لگی۔ اور اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تنویر نے ایک چھلانگ لگائی۔ اور اس کی کرسی پر زوردار ٹھوکر رسید کی، کرسی الٹ گئی، اور اس آدمی کی چیخ نکل گئی۔ تنویر نے جھٹکے سے اس کا گریبان پکڑا، اور جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔ وہ آدمی بری طرح لرز رہا تھا، بتاؤ وہ سیف کہاں ہے جس میں فائلیں رکھی جاتی ہیں۔ اگر تم نے شور مچانے کی کوشش کی تو۔ ۔ ۔ ۔" تنویر نے لہجے کو خوفناک کرتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ "ب، بتاتا۔ ۔ ۔ بتاتا ہوں" اس آدمی کے منہ سے اٹکتے ہوئے یہ الفاظ ادا ہوئے۔ اور پھر اس نے ہاتھ سے ایک طرف اشارہ کیا، خاور اور تنویر نے اس طرف دیکھا، وہ ایک تاریک گوشہ تھا، جس میں رکھے سیف کا ہلکا سا سایہ دکھائی دے رہا تھا "تم سیف کھولو اور مطلوبہ فائل نکال لو" تنویر نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا، اور اس آدمی کو جھٹکے سے بٹھا دیا۔ اس کی نظریں بدستور چوکنی رہیں، خاور سیف کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے

جونہی سیف کے پٹ کھولے، اچانک سائرن کی تیز آوازوں نے اُسے بُری طرح اچھلنے پر مجبور کر دیا، تنویر بھی بے اختیار چونک اٹھا تھا۔ اُس نے کرسی پر بیٹھے آدمی کو زور دار جھٹکا دیکر غراتے ہوئے کہا۔ کیا اس سیف کے ساتھ سائرن کا نظام فٹ تھا، تم نے بتایا کیوں نہیں،، قبل اس کے کہ خوفزدہ آدمی کوئی معقول جواب دیکر انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کرتا، اچانک بہت سے قدموں کی آوازیں اس طرف بڑھتی سنائی دیں، تنویر اور خاور دونوں پھرتی سے حرکت میں آئے، اور انہوں نے اس آدمی کو اپنی ڈھال بناتے ہوئے آگے کر دیا، اسی لمحے کئی مسلح آدمی کمرے میں داخل ہوئے، نقاب پوش آدمی سب سے آگے تھا۔ "ہاتھ اوپر اٹھا لو، ورنہ ختم کر دیے جاؤ گے" نقاب پوش نے سرد لہجے میں جواب دیا اگر کسی نے بھی قدم آگے بڑھانے کی کوشش کی تو اس کی گردن توڑ دی جائے گی، تنویر نے اُس آدمی کی گردن پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا" ہوں۔ تو یہ بات ہے" نقاب پوش نے طنزیہ لہجے میں کہا، اور ان الفاظ کے ساتھ ہی نقاب پوش کے ہاتھ میں پکڑے ریوالور سے فائر ہوا۔ اور شکنجے میں جکڑے آدمی کے جسم نے ایک زبردست جھٹکا کھایا، اور ساتھ اس کے منہ سے اذیت بھری چیخ نکلی، دوسرے ہی لمحے اس کا جسم تنویر کے بازوؤں میں جھول گیا، گولی سیدھی اُس کے پیٹ میں پیوست ہو گئی تھی، اب تنویر اور خاور کو ہاتھ اٹھانا ہی پڑے، آٹھ، دس مسلح آدمیوں کے مقابلے میں وہ کچھ بھی نہ کر سکتے تھے،" انہیں آپریشن روم

لے جاؤ، میں بھی وہیں آتا ہوں" نقاب پوش نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا اور انہوں نے ان دونوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا، ایک طویل راہداری سے گذار کر انہوں نے ایک دروازے کے سامنے رکنے کا اشارہ کیا، دروازے کے اوپر "آپریشن روم" کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ ایک آدمی نے آگے بڑھ کر دروازہ مخصوص نمبروں والے لاک کو گھما کر کھولا، اور دونوں کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا گیا،

دونوں خاموشی سے اُس ہال نما آپریشن روم میں داخل ہو گئے۔ انہیں دو فولادی کرسیوں پر بٹھا کر لوہے کے شکنجوں کے ساتھ کس دیا گیا، تھوڑی دیر بعد نقاب پوش کمرے میں داخل ہوا، اس نے ایک طرف پڑی کوئی چیز اٹھائی اور پھر آہستہ آہستہ تنویر اور خاور کی طرف بڑھنے لگا، تنویر اور خاور کے جسموں میں ہلکی ہلکی تھرتھری سی دوڑتی چلی گئی۔ نقاب پوش کے ہاتھ میں دبی چیز سرنج تھی، انہوں نے گردن گھما کر اُس طرف دیکھا جدھر سے سرنج اٹھائی گئی تھی، وہاں میز پر ایک شیشی پڑی تھی، اور شیشی پر کھوپڑی اور دو ہڈیوں کا نشان بنا صاف دکھائی دے رہا تھا، اسی لمحے نقاب پوش ان کے قریب پہنچا، اور پھر اُس نے باری باری دونوں کے بازوؤں میں سرنج گھونپ کر محلول ان کے جسموں میں سرایت کر دیا۔ دونوں کو اپنے دل ڈوبتے محسوس ہونے لگے۔ چند لمحوں بعد ان کے سر شانوں پر ڈھلک گئے، اور وہ گہرے اندھیروں میں اترتے چلے گئے، شاید موت کے اندھیروں میں۔

سامنے ٹرک رکا ہوا تھا، اور ٹرک میں سے کئی مسلح افراد ارد گرد پھیلے ہوئے تھے۔ صفدر اور جوزف یکایک پلٹے اور پھر عقبی دیوار کی طرف بھاگتے چلے گئے، اسی لمحے فائرنگ ہوئی لیکن گولیاں ان سے کافی پرے سے گذر گئیں دونوں تیزی سے باڑ کی اوٹ میں ہو گئے۔ دیوار لمحہ بہ لمحہ قریب آتی جارہی تھی۔ اور ادھر کئی آدمی کسی بھی وقت ان کے سروں پر پہنچنے والے تھے۔ جیسے ہی دونوں دیوار کے نزدیک پہنچے، انہوں نے بیک وقت چھلانگیں لگائیں۔ ان کے ہاتھوں نے دیوار کا بالائی کنارہ پکڑ لیا۔ اور پھر دونوں بیک وقت ہاتھوں کے بل اٹھتے چلے گئے۔ فوراً ہی انہوں نے چھلانگیں لگائیں اور پھر تیزی سے ٹیلوں کی اوٹ میں بھاگتے چلے گئے۔ جب وہ کافی محفوظ فاصلہ طے کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو رک کر سانس درست کرنے لگے، ان کے سامنے چھوٹا سا پہاڑی سلسلہ موجود تھا۔ وہ آہستہ آہستہ پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ جیسے ہی وہ پہاڑی پر پہنچے، انہیں کسی کار کے انجن کی گھڑگھڑ سنائی دی، وہ تیزی سے

نشیب میں اترنے لگے۔ نیچے اتر کر وہ اس طرف بڑھے جدھر سے گھڑگھڑ کی آواز آ رہی تھی، آواز قدآور جھاڑیوں میں سے آ رہی تھی۔ وہ جھاڑیوں کے قریب پہنچ کر ایک ٹیلے کی اوٹ میں ہو گئے۔ انجن کی آواز آنا بند ہو گئی۔ انہوں نے دیکھا، ایک کار کے پاس پانچ اسٹین گن بردار کھڑے آپس میں باتوں میں مصروف تھے۔ ان کی باتیں سن کر دونوں کے کان کھڑے ہو گئے۔ "وہ ضرور آنے والے ہوں گے، ہمیں ہوشیاری سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ کیونکہ سر سلطان بھی ان کے قیدی کی حیثیت سے ساتھ ہوں گے"۔ ایک کہہ رہا تھا، دونوں نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ دراصل وہ اس لیے کار کی طرف آئے تھے کہ کار میں وہ شہری حدود میں جلد داخل ہو جائیں گے، لیکن انہوں نے یہ الفاظ سنتے ہی اپنا ارادہ تبدیل کر دیا، اس وقت پانچوں آدمی کار سے کافی دور جا کر سڑک کے دائیں طرف دیکھنے میں مصروف تھے۔ وہ دونوں آہستگی سے کار کے پچھلے حصے کی طرف بڑھے۔ پانچوں آدمیوں کی پشت ان کی طرف تھی۔ ڈگی کے قریب پہنچ کر صفدر نے جیب سے ایک چھوٹا سا تار نکالا، ایسی چیز وہ عموماً ان کی جیبوں میں پڑی رہتی تھیں۔ اس نے ڈگی کے لاک میں تار گھسیڑ کر دو تین بار مخصوص انداز میں گھمایا، ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ ڈگی کھل گئی، دونوں احتیاط سے ڈگی کو ہلکا سا اٹھا کر اندر داخل ہو گئے۔ اور ڈگی اوپر سے بند کر لی، اس طرح کہ تھوڑی سی درز باقی رہی تھی، تاکہ سانس لینے کی کوئی دشواری

پیش نہ آئے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے نائٹرنگ کی آوازیں سنیں، پھر کار کے اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی، کافی دیر تک کار چلتی رہی، پھر اچانک وہ رک گئی۔ کار میں سے چند افراد کے اترنے کی آوازیں آئیں اور پھر یہ آوازیں آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی گئیں۔ تنویر اور جوزف نے چند لمحے توقف کیا، اور پھر آہستہ سے ڈگی کا ڈھکن اوپر اٹھایا، ڈھکن اٹھتے ہی انہیں کسی آدمی کی ٹانگیں دکھائی دیں۔ اور وہ اپنی جگہ لرز کر رہ گئے۔ چند لمحوں بعد ڈگی کا ڈھکن خود بخود اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اور انہیں ایک آدمی ہاتھ میں ریوالور لیے سامنے کھڑا نظر آیا۔ "باہر نکل آؤ، خبردار، کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش نہ کرنا"۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے کچھ آدمیوں کو آوازیں دیں۔ فوراً ہی پانچ چھ اسٹین گن بردار نمودار ہوئے۔ اس اثنا میں جوزف اور تنویر خاموشی سے نیچے اتر آئے تھے، تمام آدمیوں نے ہوشیاری سے انہیں کور کر رکھا تھا۔ "انہیں اندر لے چلو، احتیاط سے"۔ ریوالور بردار نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا۔ اور پھر دونوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ دونوں خاموشی سے آگے بڑھ گئے، وہ چوہے کی طرح بے بسی سے پکڑے گئے تھے۔ آخر کار انہیں ایک ہال نما کمرے میں لے جایا گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی دونوں بری طرح چونک اٹھے۔ سامنے کرسیوں پر تنویر اور خاور بندھے ہوئے تھے، انہیں بھی دو کرسیوں کے ساتھ شکنجوں کی مدد سے جکڑ دیا گیا پھر ایک آدمی نے آگے بڑھ کر دونوں کے بازوؤں میں انجکشن لگا دیے اور دونوں کے ذہن بے حس ہوتے چلے گئے

سر سلطان کے اغوا کی خبر پورے ملک میں آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ عوام میں بھی ان کا ذکر جوش و خروش کے ساتھ کیا گیا، لیکن اعلیٰ سرکاری عہدیداران میں بری طرح بے چینی پھیلی ہوئی تھی، صدر مملکت ذاتی طور پر بے حد پریشان تھے۔ ایسے میں ایکس ٹو کا خیال آتے ہی ان کی بے چینی رفع ہوتی چلی گئی۔ ان کی امیدوں کا واحد مرکز اس وقت ایکس ٹو ہی تھا۔ ویسے بھی صدر مملکت کو یقین تھا کہ ایکسٹو براہِ راست سر سلطان کے انڈر ہونے کی وجہ سے بذات خود اپنی بہترین کوشش کرے گا۔ اس خیال کے آتے ہی انہوں نے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا، اس فون کا تعلق براہِ راست ایکسٹو سے تھا۔ ابھی صدرِ مملکت کے ہاتھ ٹیلی فون سے ایک فٹ کے فاصلے پر ہی تھے کہ اچانک ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور وہ بری طرح چونک اٹھے، اس اتفاق پر وہ مسکرا کر رہ گئے کہ ابھی ابھی ایکس ٹو کا خیال آیا۔ اور وہ خود ہی پہنچ گیا۔ یعنی درپردہ صدر مملکت نے ایکس ٹو کو شیطان سے تشبیہہ دیدی۔ بہرحال انہوں نے ریسیور اٹھا کر باوقار

لہجے میں کہا "پرائم منسٹر سپیکنگ"۔ دوسری طرف سے ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ "ایکس ٹو! جناب! سر سلطان کے اغوا کی خبر آپ تک پہنچ چکی ہوگی؟" "ہاں مسٹر ایکسٹو، اور میں بیحد پریشان ہوں، ابھی آپ کو فون کرنے ہی والا تھا"۔ صدرِ مملکت نے جواب میں کہا۔ "پھر اب آپ کی ذاتی رائے کیا ہے"؟ "میرا خیال ہے آپ کے ہوتے ہوئے مجھے رائے دینے کی ضرورت نہیں، بہر حال، ہم سب یقینی طور پر یہی چاہیں گے کہ سر سلطان کو ہر حال میں صحیح سلامت برآمد کیا جائے"۔ "اور آپ کا یہ بھی خیال ہوگا کہ ہم کوئی عملی قدم اٹھاؤں"۔ ایکس ٹو نے نرم آواز سے پوچھا۔ "یقیناً ہم ایسا چاہیں گے"۔ صدرِ مملکت نے جواب دیا۔ "تو سنیئے، سر سلطان کے عوض مجرم ہم سے ایک مطالبہ کرتے ہیں"۔ "او ہ! وہ کیا مسٹر ایکس ٹو"۔ صدر کے لہجے میں بے قراری اور پریشانی مترشح تھی۔ "مجرم کمپیوٹر حاصل کرنا چاہتے ہیں"۔ ایکس ٹو کے ان الفاظ نے صدر مملکت کو بُری طرح چونکا دیا۔ "اوہ! یہ کیسے ممکن ہے مسٹر ایکس ٹو۔ اس طرح تو اسلامی ممالک سے ہمارے تعلقات انتہائی کشیدگی اختیار کر لیں گے"۔ صدر نے پریشان لہجے میں جواب دیا۔ "جی ہاں، اور اب اس سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے"؟ ایکسٹو کی پُرسکون آواز آئی۔ "ظاہر ہے ہم ایسا نہیں کر سکتے، اور سر سلطان کی زندگی بھی داؤ پر نہیں لگائی جا سکتی"۔

"تو پھر آپ تمام معاملہ میرے انڈر کر دیں۔ ملٹری انٹیلی جینس کو حکم دیدیں کہ وہ کسی قسم کی کارروائی نہ کرے۔ اس سلسلے میں، میں کسی

بھی قسم کی، کسی بھی محکمے کی بے قاعدگی یا دخل اندازی پسند نہیں کروں گا"۔ ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔ "آپ فکر نہ کریں مسٹر ایکس ٹو! اس سلسلے میں میرے احکام متعلقہ محکموں تک پہنچ جائیں گے۔ آپ فوری ایکشن لیں، اور ہاں، ایک بات بتائیں، آپ کو مجرموں کے مطالبے کی اطلاع کس نے دی؟" صدرِ مملکت نے آخر میں پوچھا۔ "میرا ایک ممبر مجرموں میں شامل ہے، اُسی کے ذریعے اطلاع ملی ہے"۔ ایکس ٹو نے جواب دیا۔ "پھر تو وہ ممبر مجرموں کے ٹھکانے سے بھی ضرور واقف ہوگا"؟ "میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں، جناب! اور میں نے اس عمارت پر اپنے ممبر کی نشاندہی پر، ریڈ بھی کیا ہے، لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ مجرم اس عمارت کو چھوڑ چکے ہیں۔ اور ریڈ کے وقت ساری عمارت خالی پڑی تھی"۔ ایکس ٹو نے تفصیل سے جواب دیا۔ "اوکے مسٹر ایکس ٹو! آپ اپنی ساری ذہانت بروئے کار لائیں اور ملک کو اس خطرے سے نجات دلائیں۔ جو مجرموں کا مقصد پورا ہونے کی صورت میں پیدا ہو جائے گا"۔ "اوکے سر! خدا حافظ"۔ اتنا کہہ کر بلیک زیرو نے ریسیور رکھ دیا۔ عمران بھی قریب ہی ٹانگیں پسارے بیٹھا تھا۔ "اب کیا پروگرام ہے"؟ بلیک زیرو نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ "بس، اب مجرموں سے ملنا ہی پڑے گا، کمپیوٹر کی ڈپلی کیٹ ہمارے پاس ہے"۔ عمران نے خلافِ توقع سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تو پھر آپ کب طے شدہ جگہ پر تبادلہ کرنے جا رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔ مجرموں کی طرف سے، چوہان کے ذریعے جگہ کے متعلق اطلاع بھی مل گئی تھی۔ کسی قسم کی غلط حرکت ہونے کی صورت میں، سر سلطان کو ہلاک

چوہان نے اس عمارت میں جاتے ہی نقاب پوش سے ملاقات کی، اور ساری بات بتا دی ہے ہوں، اب جگہ کے انتخاب کا مسئلہ رہ گیا ہے۔ تو وہ بھی جلد طے کر کے بتا دی جائے گی، فی الحال تم آرام کرو۔" نقاب پوش نے کہا اور چوہان واپس باقی آدمیوں کے پاس پہنچ گیا، چوہان کے جاتے ہی نقاب پوش نے میز کے نیچے لگا بٹن دبایا، اور پھر اس نے میز کی سطح سے ایک مائیک اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔" باس سپیکنگ اوور۔" "یس باس، رینکل سپیکنگ۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔" رینکل، آپریشن تھیٹر میں موجود چاروں قیدی میرین سیکشن میں منتقل کر دو، یہ کام آج ہی ہو جانا چاہیے۔"

"او کے باس! میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں، میرے ساتھ کون کون جائے گا؟" رینکل نے پوچھا۔" ساڈنی اور جارج دونوں تمہارے ساتھ جائیں گے، خیال رہے، وہ قیدی کسی کی نظر میں نہ آنے پائیں، او کے۔" نقاب پوش نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔" او کے باس، آپ فکر نہ کریں۔" رینکل نے پریقین لہجے میں کہا اور نقاب پوش نے پہلا بٹن آف کر دیا۔ پھر وہ اٹھ کر الماری کے پاس گیا اور اس میں ایک مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر

نکال کر دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ اس نے مخصوص فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر ونڈ بٹن دبا کر منہ کے قریب لے آیا۔" اینکر سپیکنگ مورال۔" اس نے آہستہ سے کہا۔" یس، کیا بات ہے اینکر!" دوسری طرف سے مورال کی بھاری آواز سنائی دی۔" سر سلطان کے سلسلے میں بات کرنا چاہ رہا تھا۔ اوور۔" اینکر نے جواب دیا۔" ہاں کہو کیا بات ہے۔" "سر سلطان کے عوض ایف لٹ کمپیوٹر کے لیے کون سی جگہ مقرر کی ہے؟" اینکر نے پوچھا۔" شمالی ساحل سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک جزیرہ ہے، اس کے متعلق بتا دو، اور ہاں، وقت رات کا ہوگا، انہیں بتا دینا کہ ہیلی کاپٹر یا لانچ پر دو آدمیوں سے زیادہ افراد سوار نہ ہوں، اور وہ بالکل خالی ہاتھ آئیں، صرف کمپیوٹر ان کے پاس ہو، ہمارے آدمی جزیرے سے سگنل دیں گے، سمجھ گئے اوور۔" مورال نے تفصیل سے بتایا۔" او کے باس! کیا تم اس وقت اسی جزیرے پر ہو، اوور۔" اینکر نے پوچھا۔" نہیں، میں میرین سیکشن میں ہوں، سر سلطان کو بھی یہاں پہنچا دو، اور ہاں، یہ عمارت فوری طور پر خالی کر دو، اور دوسرے ہیڈ کوارٹر منتقل ہو جاؤ، یہ اب محفوظ نہیں رہا اوور۔" "او کے! اوور اینڈ آل۔" یہ کہہ کر اینکر نے ونڈ بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر دوبارہ الماری میں رکھ دیا، اور پھر انٹرکام کے ذریعے ساڈنی کو بلوایا، چوہان ساڈنی کے روپ میں اب تک خاصا کامیاب رہا تھا۔ وہ نقاب پوش کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ نقاب پوش اینکر نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔" ٹھیک ہے، میرا

خیال ہے ہمیں اس معاملے میں قطعاً دیر نہیں کرنی چاہیئے"۔ چوہان نے اٹھتے ہوئے کہا اور نقاب پوش کی اجازت سے واپس آگیا، شہر میں آکر اس نے ایکس ٹو سے رابطہ قائم کیا، اور اُسے ساری تفصیل بتادی، "مجرموں کا موجودہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ایکس ٹو نے پوچھا۔ چوہان نے ہیڈ کوارٹر کی عمارت اور گرد و پیش کا محل وقوع سمجھا دیا۔" لیکن اب کوئی فائدہ نہیں جناب! مجرم آج ہی عمارت خالی کر رہے ہیں، اس لیے حملہ کامیاب نہیں ہوگا"۔ چوہان نے آخر میں بتایا "ہوں، اور کوئی خاص بات"۔ ایکس ٹو کی آواز آئی، "نو سر! فی الحال اتنا ہی"۔ چوہان نے جواب دیا۔ اور دوسری طرف سے ایکس ٹو نے رابطہ منقطع کر دیا۔ چوہان نے ریسور ہک میں لٹکایا اور موٹر سائیکل کی طرف بڑھ گیا۔ یہ موٹر سائیکل مجرموں میں سے ایک آدمی کی تھی، جسے چوہان لے آیا تھا۔ وہ ہیڈ کوارٹر کی عمارت پہنچا تو اس نے دیکھا، تمام آدمی تین ٹرکوں بیٹھ رہے تھے۔ اُسے بھی ایک ٹرک میں جگہ مل گئی۔ تھوڑی دیر بعد تمام ایک طرف روانہ ہو گئے۔ عمارت میں سے ہر متعلقہ چیز ساتھ لے لی گئی تھی، اور عمارت بالکل خالی رہ گئی تھی۔ تھوڑی دور جا کر راستے میں دو موڑ آئے، تین میں سے دو ٹرک ایک طرف مڑ گئے، جب کہ تیسرا دوسری طرف، دوسری طرف مڑنے والا ٹرک چوہان وغیرہ کا تھا۔ جب کہ ایک کار سیدھی نکلتی چلی گئی تھی۔ چوہان کے ساتھ ہی رینکل وغیرہ بھی موجود تھے۔ یہ چاروں ٹرک کی اگلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے

جب کہ ٹرک کے پیچھے والا پورشن چھت سے ڈھکا ہوا تھا۔ اور اس حصے میں تنویر اور رخادر، صفدر اور جوزف بے ہوش پڑے تھے۔ کافی دیر بعد ٹرک ایک جگہ رُک گیا، رات پڑنے میں ابھی کافی دیر باقی تھی، سامنے ایک پہاڑ میں بڑا سا غار موجود تھا، ٹرک اس غار میں داخل ہو گیا۔ اور پھر رُک گیا، رینکل اور ساڑی یعنی چوہان پیٹرولیمپس کی ہلکی سی روشنی میں آگے بڑھے اور رُک گئے، سامنے سپاٹ چٹان نما دیوار موجود تھی، رینکل نے آگے بڑھ کر دیوار کے قدرے ادھر نیچے فرش کا ایک حصہ پاؤں سے مخصوص انداز میں دبایا۔

سپاٹ دیوار درمیان سے ہٹتی چلی گئی۔ اور وہ پیدا ہونیوالے خلاء سے گذر کر دوسری طرف بنے وسیع کمرے میں پہنچ گئے۔ پھر جیسے ہی دیوار دوبارہ برابر ہوئی، سامنے سے نقاب پوش اینکر نمودار ہوا۔ "اسے کور کر لو"۔ اس نے چوہان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، اور تمام آدمیوں نے تیزی سے اسٹین گنیں نکال کر ان کا رخ چوہان کی طرف کر دیا۔ چوہان ہکا بکا صورتِ حال کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ "لیکن جناب، یہ تو اپنا آدمی ہے"؟ رینکل نے قدرے حیرانگی سے کہا: "کیوں، تم ہمارے ساتھی ہو گیا"؟ نقاب پوش نے طنزیہ انداز میں چوہان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس میں کیا شک ہے"؟ چوہان نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "ہوں، تو اسی لیے تم نے ہیڈکوارٹر کی مخبری پولیس کو کی تھی"؟ نقاب پوش نے جواب دیا۔ "میں نے"؟ چوہان نے حیرانگی ظاہر کی۔ "میں نے ہرگز یہ نہیں کیا"۔ "تمہارے سوا کوئی بھی ہیڈکوارٹر سے نہیں نکلا تھا۔ بہرحال ابھی تمہارا پول کھل جاتا ہے"۔ اتنا کہہ کر نقاب پوش نے ایک آدمی کو امونیا کا محلول لانے کا اشارہ کیا۔ چند لمحوں بعد وہ محلول آگیا اور چوہان کے چہرے پر محلول مل کر اسے دھو دیا گیا۔ چوہان کا پول کھل چکا تھا، اسے اسٹین گنوں کے زور پر ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔

رات سرد اور گہری تھی، سمندر کا پانی بالکل ساکن تھا۔ سمندر کا سینہ دور دور تک خالی تھا۔ ساحل ایک بڑا سا جزیرہ تھا۔ جزیرے کے درمیان درختوں میں گھری ایک عمارت بنی ہوئی تھی۔ عمارت میں بعض جگہوں پر روشنی ہو رہی تھی۔ ایسے ہی ایک روشن کمرے میں، میز کے اطراف تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آدمی ہاتھ میں ٹرانسمیٹر لیے کسی سے گفتگو میں مصروف تھا۔ "اب یہ بتاؤ سر سلطان، جزیرے پر کس وقت تک لے آئے جائیں گے"؟ "وہ روانہ ہو چکے ہیں، آپ فکر نہ کریں، بہت جلد وہ جزیرے پر ہونگے اوور"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ "ہوں! اور وہ قیدی، جو شتدسیکرٹ سروس کے آدمی ہیں۔ اوور"۔ "جناب وہ بھی روانہ کیے جا چکے ہیں، بلکہ وہ جزیرے پر پہنچ بھی چکے ہوں گے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کیا باقی حالات ٹھیک ہیں۔ اوور"۔ "یس سر! آپ قطعاً کوئی فکر نہ کریں، مسٹر اینکر پوری توجہ سے سب کو ہینڈل کر رہے ہیں۔ اوور"۔ "اوور اینڈ آل"۔ اس آدمی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ "اوکے! اب آپ اپنا کام کریں"۔ وہ باقی دو آدمیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اور دونوں آدمی سر ہلا کر اٹھے اور پھر کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے، ان کے کمرے سے نکلتے ہی، سامنے دیوار پر لگا سرخ رنگ کا سبب

سپارک کرنے لگا۔ اور وہ آدمی چونک کر اُس طرف متوجہ ہوگیا، چند لمحوں بعد اس نے میز پر لگا ایک بٹن دبایا اور ہال نما کمرے کی بتیاں بجھتی چلی گئیں، ہال میں مکمل طور پر تاریکی چھاگئی، ایسے میں سرخ بلب بدستور سپارک کرتا رہا۔ اُس آدمی نے دوبارہ کوئی بٹن دبایا اور سامنے دیوار پر ایک اسکرین روشن ہوگئی، پہلے پہل اسکرین پر آڑھی ترچھی لکیریں ظاہر ہوتی رہیں اور پھر جیسے ہی لکیریں غائب ہوئیں، سرخ بلب کی سپارکنگ ختم ہوگئی، اور اسکرین پر سمندر کا منظر دکھائی دینے لگا۔ پھر اسکرین پر سمندر کے سینے پر چلتی ایک لانچ دکھائی دی، اور اُسی لمحے اُس آدمی نے دوبارہ کوئی بٹن دبایا۔ اور کسی کی آواز سنائی دینے لگی، "جناب! مخصوص ہیلی کاپٹر جزیرے سے ذرا ہٹ کر چکر لگا رہا ہے، آپ آدمیوں کو کہہ دیں کہ ہیلی کاپٹر کو سگنل دے دیا جائے، ہم لانچ پر ہیلی کاپٹر دیکھ رہے ہیں،"

"ٹھیک ہے، تم ہر طرف محتاط نظروں سے جائزہ لیتے رہو۔ اور کسی بھی غیر معمولی حرکت سے فوری طور پر آگاہ کرنے کے لیے بھی تیار رہنا، اوکے" اُس آدمی نے جواباً کہا۔ "اوکے سر" دوسری طرف سے آواز آئی۔ اور باس نے میز کی نچلی سطح پر لگا ایک ہینڈل پکڑا اور اُسے آہستہ آہستہ ایک طرف کرنے لگا، اسکرین پر لانچ غائب ہوگئی اور منظر اوپر کی طرف بڑھنے لگا، پہلے آسمان دکھائی دیا، اور پھر آسمان پر ایک ہیلی کاپٹر کی پرچھائیں دکھائی دینے لگی۔ ہیلی کاپٹر دائرے کی صورت میں پرواز کر رہا تھا۔ پھر اچانک ہیلی کاپٹر ایک طرف مڑا اور اسی طرف تیزی سے بڑھتا چلا گیا۔ وہ آدمی سمجھ گیا کہ اُس کے آدمیوں نے ہیلی کاپٹر کو سگنل دیا ہے، آخرکار ہیلی کاپٹر جزیرے پر اُتر گیا، اسکرین پر

وہ صاف دکھائی دے رہا تھا، پھر اُس میں سے دو آدمی اُترے، اسی طرح لائیٹوں کی روشنیاں ہر طرف بکھرتی چلی گئیں۔ فوراً ہی اُن دونوں کو بہت سے مُسلح آدمیوں نے گھیرے میں لے لیا۔ اور گھیرے میں اُنہیں عمارت میں لے جایا گیا۔ اسکرین پر خالی جزیرہ ہی رہ گیا تو اُس آدمی نے بٹن آف کر کے اسکرین تاریک کر دی، اُسی لمحے کسی کی کال آئی۔ اُس نے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔ "جناب! دونوں آدمی عمارت میں جانے پر رضامند نہیں، وہ چاہتے ہیں کہ تمام معاملہ باہر جزیرے ہی پر نمٹایا جائے" آواز آئی۔ "ٹھیک ہے، انہیں باہر ہی رکھو، میں آتا ہوں" یہ کہہ کر اُس نے انٹرکام آف کر دیا اور پھر ہال کے ایک کونے میں بنی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کھول کر اُس نے ایک نقاب نکالا اور پھر منہ پر چڑھا لیا۔ عین اُسی لمحے الماری میں رکھے ٹرانسمیٹر میں سے اشارہ موصول ہوا۔ اس نے لپک کر ٹرانسمیٹر اٹھایا۔ "یس ہارڈی سپیکنگ"

"سیمن سپیکنگ سر" دوسری طرف سے کسی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی،

"ہاں! کہو سیمن، تم اتنے گھبراتے ہوئے کیوں ہو؟ اوور" ہارڈی نے تیزی سے پوچھا "جناب ۔۔۔۔ وہ ۔۔۔۔ وہ ۔۔۔۔ س ۔۔۔ سر ۔۔۔"

"کیا ہوا سر سلطان کو، جلدی بتاؤ" ہارڈی نے تقریباً چیختے ہوئے کہا "جج جناب! چند مسلح افراد نے انہیں ہم سے چھین لیا ہے۔ اور فرار ہو گئے ہیں اوور" دوسری طرف سے سیمن کے یہ الفاظ سنتے ہی ہارڈی بُری طرح اچھل پڑا "کیا بک رہے ہو کتے، کیا تم سو رہے تھے" ہارڈی نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ ٹرانسمیٹر اُس کے ہاتھ میں، غصے کی شدت سے بُری طرح لرز رہا

تھا۔ جناب ہم شرمندہ ہیں، آپ فکر نہ کریں، ہم ان کی تلاش میں روانہ ہو رہے ہیں"۔ سیمین نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ "دفع ہو جاؤ۔ اگر وہ نہ ملے تو تم کی موت ماروں گا"۔ ہارڈی نے خوفناک لہجے میں کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے الماری میں رکھا اور پھر تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

وہ کار ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ ہر طرف سیاہی کی چادر چھائی ہوئی تھی۔ کار کا دروازہ کھلا اور اس میں سے تین آدمی اتر کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ جونہی وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہوئے، کار تیزی سے ایک ٹرن لیتی ہوئی واپس چلی گئی۔ "اوکے، ڈرائیور صاحب۔ آپ ہیلی کاپٹر اڑانا شروع کر دیں"۔ یہ عمران تھا، جس کے ساتھ ہی بلیک زیرو بھی موجود تھا۔ دونوں میک اپ میں تھے، ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ہیلی کاپٹر اسٹارٹ کر کے اوپر اٹھاتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک سمت میں اڑایا جا رہا تھا۔ "طاہر! کیا تم نے میری ہدایات اچھی طرح ذہن نشین کر لی ہیں؟" عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "جی ہاں، ویسے کیا وہ لباس آپ کو فٹ آ گیا تھا۔ میرا مطلب اس جیکٹ سے ہے"۔ بلیک زیرو نے عمران کی جیکٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، کافی دیر تک ہیلی کاپٹر کی پرواز جاری رہی۔ پھر اچانک پائلٹ کی آواز سنائی دی۔ "جناب ہم اپنے ٹارگٹ سے قریب ہو گئے ہیں، لیکن سگنل نہیں مل رہا"۔ عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھا، بلیک زیرو اٹھ کر دروازے کے پاس آیا۔ اس کے

جسم پر واٹر پروف لباس سجا ہوا تھا۔ پائلٹ نے آہستہ سے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کی، بلیک زیرو نے دروازہ کھول کر عمران کی طرف دیکھا، ہاتھ لہرایا اور پھر یکدم اس نے نیچے چھلانگ لگا دی، اس کا جسم تیر کی طرح نیچے تاریکیوں میں گم ہوتا چلا گیا، عمران نے دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر جیب تھپتھپا کر اس بات کا یقین کیا کہ کمپیوٹر موجود ہے۔ "ہیلی کاپٹر اسی رینج پر دائرے کی صورت میں چلاتے رہو، سگنل ملتے ہی رخ اس طرف کر دینا"۔ عمران نے پائلٹ کو ہدایت کی، اور پائلٹ ہیلی کاپٹر کو دائرے کی صورت میں گھمانے لگا۔ چند لمحوں کا وقفہ حائل ہونے کے بعد، یکدم عمران نے پائلٹ کی توجہ ایک طرف مبذول کرائی، پائلٹ نے چونک کر اس سمت دیکھا۔ ٹارچ کی روشنی کا سگنل نیچے، کچھ فاصلے پر موصول ہو رہا تھا۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رخ اسی سمت کر دیا۔ چند لمحوں بعد، اس جگہ جہاں سے سگنل دیا جا رہا تھا، سرخ لائٹوں کی روشنی سے نہا گئی، اسی لمحے عمران وغیرہ نے اس جزیرے اور جزیرے میں بنی عمارت کو دیکھا۔ آخر کار ہیلی کاپٹر جزیرے پر اتر گیا۔ ہیلی کاپٹر بند کر کے عمران اور پائلٹ دونوں نیچے اتر آئے۔ اسی وقت بہت سے آدمیوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا۔ ایک آدمی آگے بڑھا اور عمران کے سامنے پہنچ کر بولا۔

"کیا تمہارے پاس کوئی ہتھیار تو نہیں؟ اگر ہے تو ابھی نکال کر پھینک دو"۔ "ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں"۔ عمران نے اطمینان سے جواب دیا۔ "ہماری تلاشی لی جا سکتی ہے"۔ "ٹھیک ہے، ٹھیک ہے"۔ اس آدمی نے ہاتھ اٹھا کر گویا اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ پھر اس نے انہیں عمارت کی طرف بڑھنے کا

اشارہ کیا، کچھ دُور جا کر عمران چلتے چلتے رُک گیا۔ تمام آدمی بھی اُس کی اس حرکت کو دیکھ کر فوراً رُک گئے "کیا بات ہے، تم رُک کیوں گئے" اسی آدمی نے سخت لہجے میں کہا "تمام معاملہ یہیں طے کیا جائے گا، ہم عمارت میں نہیں جائیں گے" عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا، وہ آدمی اسکی بات سن کر سوچ میں پڑ گیا، اور پھر یہ کہتے ہوئے عمارت میں داخل ہو گیا۔ "میں پوچھ کر بتاتا ہوں" تھوڑی دیر بعد اُس نے واپس آ کر کہا "ٹھیک ہے یہیں بات کی جائے گی" تھوڑی دیر بعد دروازے سے ایک لمبا تڑنگا نقاب پوش نمودار ہوا۔ اور عمران سے دس قدم کے فاصلے پر پہنچ کر رُک گیا "کمپیوٹر لائے ہو؟" نقاب پوش نے آتے ہی کھردرے لہجے میں کہا "پہلے سر سلطان کی زیارت کراؤ پھر اس مسئلے پر سوچیں گے" عمران نے اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ تمام آدمی نیم دائرے کی صورت میں اُن کے گرد گرد کھڑے تھے اور اسٹین گنیں بالکل تیار تھیں "پہلے کمپیوٹر دکھاؤ، اور سوچ سمجھ کر جو بات کرو، کیونکہ تم اس پوزیشن میں نہیں ہو" نقاب پوش نے سخت لہجے میں کہا "یہ ناممکن ہے، پہلے سر سلطان، پھر کوئی دوسری بات" عمران نے دو ٹوک لہجے میں کہا، اُس کے ان الفاظ کے ساتھ ہی نقاب پوش کا ہاتھ اوپر اُٹھا۔ اس کے ساتھ ہی اسٹین گنوں نے قہقہے لگانے شروع دیئے، بیک وقت بیسیوں اسٹین گنیں چلیں اور سینکڑوں گولیاں عمران کے جسم میں پیوست ہو گئیں، عمران اور پائلٹ کے منہ سے موت کی آخری چیخیں نکلیں اور وہ ریت پر گرتے چلے گئے۔ ان کے اردگرد خون ہی خون پھیلتا چلا گیا۔ (ختم شدہ)